راشدہ رفعت

اب محبت کرنی ہے

"صاحب! باہر بیٹھی بی بی پوچھ رہی ہیں کہ اگر آپ مصروف ہیں تو وہ پھر کسی دن تشریف لے آئیں۔" کرامت نے کمرے میں جھانکتے ہوئے پوچھا تھا۔

ہادی نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔ محترمہ کو ڈیڑھ گھنٹہ تو انتظار کروادیا تھا۔ جانے والی ہوتی تو اب تک جاچکی ہوتی۔

"ٹھیک ہے یار! بھیجو انہیں۔" ہادی نے فائل بند کرکے میز پر پٹخی تھی۔ "ایک تو یہ بابا جان میری سمجھ سے باہر ہیں۔ ہر دوسرے دن کسی نمونے کو اٹھا کر بھیج دیتے ہیں پھر آج کل کی لڑکیاں جانے اخبار کی نوکری میں انہیں کیا کشش لگتی ہے خالی خولی ڈگری لے کر سمجھتی ہیں کہ صحافت کی دنیا میں انقلاب برپا کردیں گی۔" آج اسے صحیح معنوں میں بابا جان پر غصہ آرہا تھا۔ کل رات کے کھانے پر انہوں نے سرسری ساذکر کیا تھا۔

"محب کے جانے کے بعد جو سیٹ خالی ہوئی ہے اس پر ایک بچی کو بھیج رہا ہوں تمہارے پاس 'شاید کل صبح انٹرویو دینے آئے' اچھی ٹیلنٹڈ لڑکی ہے 'رسمی سا انٹرویو کرلینا؟"

"رسمی سا انٹرویو... گویا آپ نے پھر کسی محترمہ کو بالا ہی بالا منتخب کرلیا ہے۔" اس نے خفگی سے انہیں دیکھا۔

ابھی اتنی مشکلوں سے تو اس نے ماہین ہمدانی سے چھٹکارا پایا تھا۔ موصوفہ کسی ریٹائرڈ بیورو کریٹ کی صاحب زادی تھیں اور بابا جان کے تعلقات کی

مکمل ناول

وسعت کے لیے شیطان کی آنت سے زیادہ کیا لفظ مناسب ہو سکتا تھا۔ تیس برس تک صحافت کی وادی کار زار میں جو کامیابیاں انہیں ملی تھیں اس میں بڑا ہاتھ ان کی پبلک ریلیشننگ کا بھی تھا۔ وہ چھاپتے وہی تھے جو سچ ہوتا تھا، لیکن یہ سچ وہ اپنے ذاتی تعلقات کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیتے تھے اور جب وہ سارے اختیارات ہادی کو سونپ کر عملی طور پر ریٹائر ہو چکے تھے، پھر بھی کبھی کبھار اس کے کاموں میں ایسی دخل در معقولات کر دیتے کہ وہ جھنجلائے بغیر نہ رہ پاتا۔

"مے آئی کم ان سر!" مدھم سی آواز پر اس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا، اپنی جھنجلاہٹ پر حتی الامکان قابو پاتے ہوئے اس نے لڑکی کو اندر آنے کی اجازت دی۔

"جی! فرمائیے۔ کس لیے جوائن کرنا چاہتی ہیں آپ ہمارا اخبار۔" اس کے ہاتھ سے فائل لے کر سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پہلا سوال ہی اس انداز میں داغا کہ محترمہ حیران رہ گئی تھیں۔

"یقیناً" یہ آپ کا پیشن ہے۔ ایم آئی رائٹ؟" اس کے جواب کا انتظار کیے بنا اس نے پھر سوال لڑھکا دیا تھا۔ حسب توقع جواب میں اب بھی خاموشی ہی ملی۔

"دیکھئے بی بی! بات یہ ہے کہ صحافت کے شعبے کو نوجوان نسل پیشن نہیں بلکہ فیشن سمجھ کر جوائن کرنا چاہتی ہے۔ حالانکہ جب آپ اس شعبے میں داخل ہو جاتے ہیں تب اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر مشکل شعبے کا انتخاب کیا ہے آپ نے، پھر جس سیٹ پر آپ نے اپلائی کیا ہے، وہ نو آموز اور نا تجربہ کار لوگوں کو تو دی ہی نہیں جا سکتی۔ محب ہاشم کا تو نام سنا ہو گا آپ نے۔ اس جگہ وہ کام کرتا تھا۔ بہت کمیٹڈ اور ٹیلنٹڈ شخص تھا۔ اب خیر وہ ٹی وی کی طرف نکل گیا، لیکن ہم..."

"سر! اب میرا سی وی دیکھ لیجئے۔" اس نے ہادی کی بات کاٹی تھی۔

"دیکھ لوں گا آپ کا سی وی بھی، مگر بات یہ ہے بی بی! کہ ضروری نہیں آپ کے پاس ڈگری ہے تو وہ صلاحیت بھی ہو گی جو اس جاب کے لیے ضروری ہے اور پھر پرامت مانیے گا، باصلاحیت لوگوں کو سفارش کی بیساکھیوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بائی دا وے بابا جان میرا مطلب ہے رضا ہارون صاحب سے کیا واقفیت ہے آپ کی؟" اس نے اس کی فائل کھولتے ہوئے پُرتجسس انداز میں دریافت کیا تھا۔

"سوری سر! میں نے آپ کا بہت وقت لیا۔" جواب دینے کے بجائے وہ یک لخت کھڑی ہو گئی تھی۔ ساتھ ہی اپنا سی وی لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"بیٹھیے پلیز میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" ہادی جیسے ایک دم ٹھنڈا پڑا۔ موصوفہ اگر کسی بڑی شخصیت کی رشتہ دار تھیں تو بابا جان سے کھنچائی ہونا لازمی امر تھا۔ "میرا مقصد آپ کی دل آزاری کرنا ہرگز نہیں تھا۔ یہ جاب آپ کو مل سکتی ہے۔ آپ اس کی اہل بھی ہیں میں تو صرف یہ..."

اس کی بات ابھی لبوں میں تھی کہ وہ اس کے سامنے سے اپنی فائل اٹھا کر سلام کرتے ہوئے کمرے سے باہر بھی نکل گئی۔ ہادی صرف کندھے اچکا کر رہ گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"یہ وقت ہے تمہارے گھر آنے کا؟" وہ رات ایک بجے ایک آفیشل ڈنر اٹینڈ کر کے گھر لوٹا تھا۔ بابا اسی کے انتظار میں بیٹھے تھے۔

"آپ شکّی مزاج بیویوں کی طرح آدھی رات تک میرا کیوں انتظار کرتے ہیں۔" وہ ہنس پڑا تھا۔ بابا جان بھی مسکرا دیے۔

"تمہیں واقعی ایک شکّی مزاج بیوی کی اشد ضرورت ہے۔ بہت بگڑ گئے ہو تم۔"

"کھانا کھا لیا آپ نے؟" اس نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔

"ظاہر ہے ایک بجے تک تمہارے انتظار میں بھوکا تو بیٹھنے سے رہا۔" وہ خفگی سے بولے۔

"اچھا ناراض کیوں ہو رہے ہیں، کہیں آوارہ گردی کر کے نہیں آ رہا۔ ڈنر کا بتایا نہیں تھا آپ کو۔" وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے بولا۔

"ذمہ داریوں کا یہ طوق آپ نے ہی میرے گلے میں ڈالا ہے بابا جان! آج کل کمپٹیشن کا دور ہے۔ اپنی بقا کے لیے وقت اور محنت کی قربانی تو دینی پڑتی ہے۔ آپ کا وقت اور تھا، گنے چنے دو تین اخبار ملک کی اخباری صنعت پر راج کر رہے تھے، اب تو بہت سخت مقابلہ ہے۔"

"بہت تھک جاتے ہو ناں۔" بابا جان نے اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھا۔

"نہیں میں سگریٹ نہیں پیتا۔" وہ مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

بابا جان قہقہہ لگا کر ہنس دیے تھے۔ وہ بھی ان کی ہنسی میں شریک ہو گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"اور سناؤ کیسا کام جا رہا ہے۔" بابا آج بہت دن بعد آفس آئے تھے اور اب آرام سے صوفے پر بیٹھے چائے کی چسکیاں لے رہے تھے۔ وہ تفصیل سے انہیں مختلف دفتری امور سے آگاہ کرنے لگا۔

"سنعیہ کے آنے سے تمہارے اوپر کام کا بوجھ کچھ تو ہلکا ہو گیا ہو گا۔ کیسا اسسٹ کر رہی ہے تمہیں؟" انہوں نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے اچانک دریافت کیا۔

"کون سنعیہ۔" وہ واقعی کچھ نہ سمجھ پایا۔

"بنو مت، بلکہ بلواؤ اسے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں آج خاص طور پر اس سے ہی ملنے آیا تھا۔ دیکھنا چاہ رہا تھا کہ ہمارے ہاں کام کرتے ہوئے اسے کوئی پرابلم تو نہیں، تم سا اکھڑ مزاج باس کہاں بھگتنا ہو گا اس بے چاری نے۔"

"کس کی بات کر رہے ہیں آپ بابا جان!" اس نے الجھ کر پوچھا۔

"کیا مطلب سنعیہ نے جوائن نہیں کیا؟" انہوں نے اچنبھے سے پوچھا۔

"کہیں آپ اس لڑکی کا ذکر تو نہیں کر رہے جو کچھ دن پہلے انٹرویو دینے آئی تھی۔" اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔

"یقیناً" میں اسی لڑکی کا ذکر کر رہا ہوں۔" انہوں نے کاٹ دار لہجے میں کہا اور ان کی اس درجہ خفگی کم از کم اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

"انٹرویو تو میں نے لے لیا تھا، مگر شاید سیلری پیکیج اس کو پسند نہیں آیا تھا، اسی لیے جوائن نہیں کیا۔" ان کی ناراضی دیکھ کر اسے لہجے کو سرسری بناتے ہوئے

جھوٹ بولنا پڑا۔

"خوب تو اسے تنخواہ کم لگی تھی' بائی دا وے کتنی آفر کی تھی تم نے اسے۔" بابا جان بال کی کھال اتار رہے تھے۔

"کم آن بابا جان! ایک غیر لڑکی کے پیچھے آپ مجھ سے جرح کر رہے ہیں۔ میں نے تو موصوفہ سے صرف یہ پوچھا تھا کہ آپ سے ان کی جان پہچان کیسے ہے مگر اس ذرا سی بات نے ان کی انا کو خاصی ٹھیس پہنچائی اور سوری بابا جان! میں آپ کے تعلقات مزید نہیں نبھا سکتا۔ پہلے آپ نے ماہین ہمدانی کو چپکا دیا تھا۔ اپنی جاب سے زیادہ مجھ میں دلچسپی لینے لگی تھیں محترمہ۔ کتنی مشکل سے اس سے پیچھا چھڑایا ہے۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی۔ اب آپ ایک اور موصوفہ کو بھیج رہے ہیں' جانے......"

"سنعیہ کو ماہین ہمدانی سے کمپیئر کرنے کی کوشش مت کرو ہادی!" بابا جان نے درشتی سے اس کی بات کاٹ دی تھی۔ "وہ بچی بہت مختلف ہے۔ بہت پیاری اور بہت ہی ٹیلنٹڈ۔ تم اسے نہ رکھ کر بہت پچھتاؤ گے۔" انہوں نے جیسے اسے وارننگ دی تھی۔

"باصلاحیت لوگوں کو سفارش کی بیساکھیوں کی ضرورت نہیں ہوتی بابا جان!" اس بار وہ بھی قدرے چڑ کر بولا تھا۔

"بہت خوب' ویسے بیٹا جان! آپ اس وقت جس کرسی پر براجمان ہیں اس میں آپ کی اپنی صلاحیتوں کا کتنا دخل ہے؟" بابا جان کا لہجہ سراسر طنزیہ تھا۔

"تو وہ لڑکی آپ کے لیے اتنی اہم ہے کہ آپ اس کے لیے مجھے میری اوقات یاد دلا رہے ہیں۔" بابا جان کے انداز پر اسے ہنسی آگئی تھی۔

"ہاں وہ مجھے بہت عزیز ہے' میرے عزیز ترین مرحوم دوست کی بیٹی۔" انہوں نے قطعیت سے جواب دیا۔

"آپ کا ایسا کون سا دوست ہے جس سے میں واقف نہیں۔" وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

"نام بتانے سے کیا حاصل' تمہارے حافظے میں وہ نہیں ہوگا اور پھر اسے دنیا سے گزرے ایک مدت ہو گئی۔ عرصے بعد اس کی بیٹی سے رابطہ ہوا ہے۔ میں نے اسے کتنے یقین سے تمہارے پاس بھیجا تھا۔ تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہادی! کیا سوچ رہی ہو گی وہ بچی اور خوددار اتنی ہے کہ مجھ سے تمہارے رویے کی بالکل شکایت نہیں کی۔ کل شام کو بھی میری اس سے فون پر بات ہوئی۔ میں اسی گمان میں اس سے بات کیے گیا کہ وہ تمہارے پاس آرہی ہے اور اس نے ہرگز بھی میری غلط فہمی دور کرنے کی کوشش نہیں کی' بس ادھر ادھر کی باتیں کر کے فون رکھ دیا۔" بابا جان کو ازحد قلق ہو رہا تھا۔

"سوری بابا جان! غلطی ہو گئی۔ آپ اسے ایک بار پھر بھیج دیجیے گا۔ میں اسے ایڈجسٹ کرلوں گا۔" بابا کم ہی اتنے ناراض ہوتے تھے' اس نے عافیت اسی میں جانی کہ غلطی تسلیم کرے۔

"کوشش تو کروں گا' لیکن مشکل ہی ہے کہ اب وہ میری بات مانے گی۔" بابا جان نے ٹھنڈا سانس بھرا تھا۔ وہ خاموش ہی رہا۔

اور دو دن بعد وہ پھر اس کے سامنے موجود تھی۔

"جی تو مس سنعیہ کام سمجھ لیا آپ نے؟"

روایتی پیشہ ورانہ انداز میں اس نے سنعیہ کو گائیڈ لائن دی تھی۔ وہ سنجیدہ سی صورت بنائے بیٹھی تھی۔ ہادی کو اس کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ نہ ہو پایا کہ کام اس کی سمجھ میں آیا بھی ہے یا سر پر سے گزر گیا ہے۔

"انی کونسجن مس سنعیہ!" ہادی نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے استفسار کیا۔

اس دن کی ملاقات تو بہت مختصر ہی تھی۔ جانے کیوں آج اس لڑکی کے نقوش بہت مانوس اور دیکھے بھالے سے لگ رہے تھے لیکن بہت غور کرنے پر بھی وہ اندازہ نہ لگا پایا تھا کہ سامنے بیٹھی لڑکی کس کی شباہت لیے ہوئے ہے۔ خیر' دنیا میں بہت سے چہرے ملتے جلتے لگتے ہی ہیں۔ اس نے اس کے نقوش کھوجنے کا سلسلہ موقوف کر دیا تھا۔ سنعیہ کے چہرے پر تذبذب کے

آثار نمودار ہو رہے تھے' جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہی ہو' مگر کہہ نہ پا رہی ہو۔

"جی مس سنعیہ۔" ہادی نے اسے بات کرنے کا حوصلہ دیا۔

"بات دراصل یہ ہے کہ سر! کہ میں پہلی بار انٹرویو دینے آئی تھی' تب رضا انکل نے مجھے بتایا تھا کہ ویکینسیز نکلی ہوئی ہیں' میں بھی اپلائی کر دوں۔ آئی ایم سوری' مجھے اندازہ نہیں تھا کہ مجھے خاص طور پر بغیر کسی ضرورت کے بھیجا گیا ہے' اب بھی مجھے رضا انکل کی وجہ سے مجبوراً آنا پڑا ہے۔ ان کے حد درجہ اصرار کے سامنے مجھے اپنا مسلسل انکار بدتہذیبی لگا' میں نے کئی جگہوں پر اپلائی کر رکھا ہے' میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ جیسے ہی......"

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ہادی کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ محترمہ ضرورت سے زیادہ لمبی ناک کی مالک تھیں۔

"بات یہ ہے مس سنعیہ کہ اگر آپ کا کام ہمارے معیار کے مطابق ہوا تو آپ چاہیں گی بھی تو ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔" اس نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"میں کوشش کروں گی سر!" وہ بھی دھیمے سے مسکرا دی تھی۔

☼ ☼ ☼

"یار صابر! بندہ سارا دن کا تھکا ہارا شام کو گھر آتا ہے۔ کچھ ڈھنگ کا پکا لیا کرو۔" بدمزا سا سالن کھاتے ہوئے وہ صابر سے شکوہ کیے بنا نہ رہ پایا۔

"صاب! پانچ سال پہلے صابر اس گھر میں ڈرائیور کے طور پر آیا تھا۔ اب صابر کھانا بھی پکاتا ہے۔ ملازمہ کے سر پر کھڑے ہو کر صفائی بھی کرواتا ہے۔ لانڈری سے کپڑے بھی دھلواتا ہے اور آپ دونوں گھر میں نہ ہوں تو گھر کی چوکیداری بھی کرتا ہے۔ یعنی صابر ڈرائیوری کے علاوہ ہر کام کرتا ہے تو جس بندے کے سر پر اتنے کام ہوں تو وہ کھانا ایسا ہی بنا سکتا ہے۔"

پشتو لہجے میں اردو بولتا سرخ و سپید رنگت والا صابر آج کافی ناراض سا تھا۔

"خیر ہے خان صاحب اتنی برہمی۔" ہادی نے مسکراتے ہوئے پوچھا' جبکہ بابا جان خلاف توقع کھانے میں کوئی نقص نکالے بغیر بڑی رغبت سے کھانا کھا رہے تھے' جیسے اس گفتگو سے انہیں کوئی سروکار ہی نہ ہو۔

"یہ آپ اپنے بابا جان سے پوچھو۔ صابر اس گھر کے لیے چوبیس گھنٹے جان مارتا ہے۔ اس ہڈ حرام پینو سے چیخ چیخ کر سارے گھر کی صفائی کرواتا ہے اور آپ کا بابا صاحب کالونی کے بچوں کو بلا کر گھر میں کرکٹ میچ کرواتا ہے۔ سارے گھر میں بچے وہ اودھم مچاتے ہیں کہ اللہ توبہ۔ فریج میں گھس کر چیزیں چٹ کر جاتے ہیں۔ لان کا ستیاناس کر دیتے ہیں' اب آپ ہی بتاؤ صابر غصہ نہ کرے تو کیا کرے۔"

"بالکل کرے۔ غصہ کرنا صابر کا حق بنتا ہے۔" ہادی نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"غصہ کرنا صابر کا حق بنتا ہے اور اپنے حقوق و فرائض کا کچھ خیال ہے میاں۔" بابا جان تنک کر بولے۔

"کیوں' اب میں نے کیا کر دیا؟" اس نے بے چارگی سے پوچھا۔

"کب سے کہہ رہا ہوں شادی کرلو' تم بڈھے ہوتے جا رہے ہو اور میں بڈھا ترین۔ پوتے' پوتیاں کھلانے کی آرزو لیے ہوئے۔ تمہاری ماں دنیا سے رخصت ہوئی' اب تم چاہتے ہو کہ میں بھی یہ حسرت لیے مر جاؤں؟" وہ جذباتی ہوئے تھے۔ صابر مسکراتے ہوئے واپس مڑ گیا' اس نے بڑے صاحب کو ان کی مرضی کی پچ تیار کر کے دے دی تھی۔

"اللہ کا نام لیں بابا جان! ممی کے انتقال کے وقت میری عمر بمشکل انیس بیس سال تھی' وہ کہاں سے میری شادی کی حسرت لیے رخصت ہوئی ہیں۔" وہ حیران ہوتے ہوئے بولا۔

"اچھا تو اب تو تمہاری عمر انیس بیس سال نہیں ہے نا۔ شادی کے لیے یہ ہی عمر مناسب ہوتی ہے۔ کتنا

عرصہ ہو گیا ہے تمہیں مجھے ٹالتے ہوئے' اب میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔" انہوں نے دو ٹوک لہجے میں باور کروایا۔

"شادی تو میں کرلوں بابا جان! لیکن شادی کے لیے ایک عدد لڑکی کا ہونا بھی ضروری ہے اور مجھے فی الحال کوئی ایسی لڑکی نہیں ملی' جس کو ایک نظر دیکھنے کے بعد میں اپنا دل دے بیٹھوں۔"

"اپنا دل اپنے پاس سنبھال کر رکھو' وہ شادی کے بعد بھی دیا جا سکتا ہے اور حیرت ہے کہ اتنے میچور ہو کر بھی تم پہلی نظر کی محبت پر یقین رکھتے ہو۔"

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔" وہ جھینپ کر ہنس پڑا۔

"خیر تمہارا مطلب جو بھی تھا میرا مطلب صرف یہ ہی ہے کہ اب تم سنجیدگی سے شادی کے متعلق کوئی فیصلہ کرلو' اتنی ڈھیر ساری لڑکیوں سے تمہاری علیک سلیک ہے۔ کیا کوئی بھی بھلی نہیں لگتی۔" وہ اب دوستانہ انداز میں پوچھ رہے تھے۔

"میں نے کسی کو اس نظر سے نہیں دیکھا۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔

"تو اب دیکھ لو اور مجھے لگتا ہے کہ تمہاری نزدیک کی نظر کچھ کمزور ہے۔"

"کیا مطلب بابا جان! آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔" اس نے الجھ کر پوچھا' وہ مسکرا دیے۔

"میں فی الحال تم سے یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اگر تم اپنی زندگی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرپا رہے تو کیا مجھے اختیار دو گے کہ میں تمہارے لیے کچھ سوچ سکوں؟ باپ ہوں تمہارا آخر' جو سوچوں گا تمہارے بھلے کا ہی سوچوں گا۔"

"آف کورس بابا جان! آپ میری زندگی سے متعلق تمام فیصلوں کا اختیار رکھتے ہیں' میں نے کب آپ کو انکار کیا۔ کوئی لڑکی آپ کو اچھی لگی ہے تو مجھے بتائیں' کون ہے وہ' میں ضرور اس کے بارے میں سوچوں گا۔" وہ بابا جان سے لڑکی اگلوانا چاہ رہا تھا' مگر وہ بھی اپنے نام کے ایک تھے۔

"لڑکی تمہارے آس پاس ہی ہے' اسے تمہیں خود کھوجنا ہے۔ میرے خیال میں تو ایک عورت میں تین خوبیاں ہوں تو اسے شریک سفر بنایا جا سکتا ہے۔ تعلیم یافتہ ہو' باشعور ہو اور پروقار ہو۔ اور جو لڑکی میں نے تمہارے لیے سوچی ہے' ان تین خوبیوں کے ساتھ خوب صورتی اس کی ایک اضافی خوبی ہے' بہت جچے گی وہ تمہارے ساتھ۔"

"آخر آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔" اس کی حیرانی بڑھتی جا رہی تھی۔

"کہا تو ہے اپنے آس پاس دیکھو' کچھ تو دماغ لڑاؤ' ناکام ہوئے تو میں بتا دوں گا۔"

"تو گویا آپ میرے ساتھ کسوٹی کھیل رہے ہیں۔" وہ ہنسا۔

"جو بھی سمجھ لو۔" بابا جان مسکرائے۔

"او کے باس! کوشش کر کے دیکھ لیتے ہیں۔" وہ مسکراتا ہوا دوبارہ صابر کے بنے بد مزا کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا تھا کہ خالی پیٹ تو دماغ بھی کسی قسم کی مدد کرنے سے قاصر تھا۔

☼ ☼ ☼

"ایکسکیوزمی سر! سنڈے میگزین کے لیے ثاقب مراد کا فیچر ابھی تک نہیں پہنچا ہے۔" سنعیہ اجازت لے کر کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"ہاں ثاقب کا فون آیا تھا ابھی' تھوڑی دیر میں فیچر سمیت پہنچ رہا ہے۔" اس نے لیپ ٹاپ سے نگاہیں ہٹا کر ایک لمحے کو اسے دیکھا تھا۔ وہ جواب سن کر واپس پلٹ گئی۔

"مس سنعیہ۔" اس نے اچانک ہی اسے پکارا۔

"جی۔" وہ پھر مڑی۔

"آپ یہاں سیٹ ہیں نا' میرا مطلب ہے کوئی پرابلم تو نہیں۔" وہ شاید اپنی تسلی چاہ رہا تھا۔

سچ تو یہ تھا سنعیہ نے چند دنوں میں ہی اپنا ٹیلنٹ ثابت کر کے دکھا دیا تھا۔ بظاہر چپ چاپ کام کیے جانے والی اس لڑکی میں بے پناہ صلاحیتیں تھیں۔ چند ہی دنوں میں اس کی زیرک نگاہوں نے یہ صلاحیتیں بھانپ لی تھیں۔ اسے آج بھی افسوس تھا کہ پہلے دن وہ اس سے مس بی ہیو کر گیا تھا' یوں تو وہ خود کو زیادہ قصور وار نہ گردانتا تھا کہ بابا جان کی سفارشی لڑکیوں کا اکثر و بیشتر فرسٹ فلور خالی ہوتا تھا۔ البتہ سنعیہ کا کیس بالکل مختلف تھا۔ شاید پہلی بار بابا جان نے کسی کی تعریف کرتے ہوئے مبالغے سے کام نہیں لیا تھا۔ وہ اس تعریف کی حق دار تھی۔

"نہیں سر! مجھے یہاں کوئی پرابلم نہیں ہے۔" وہ شائستگی سے جواب دے کر پلٹ گئی تھی۔

وہ لڑکیوں کی اس کلاس سے تعلق نہیں رکھتی تھی جن سے کوئی فالتو بات چیت کی جا سکے۔ ہادی دل ہی دل میں خود کو اس کے احترام کے لیے مجبور پاتا تھا۔ سنعیہ جیسی باوقار لڑکی سے اس کا کم ہی پالا پڑا تھا۔ اپنے کام سے کام رکھنے والی' محنتی اور باصلاحیت۔

"تھینکس بابا جان! زندگی میں پہلی بار آپ نے کسی ڈھنگ کے بندے کی سفارش کی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے سوچا' پھر دوبارہ لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

☼ ☼ ☼

"یہ ایس خان کون صاحب ہیں۔ دو دن سے کالم لگ رہا ہے ان کا' مجھے تو کوئی منجھا ہوا کالم نویس لگتا ہے' لیکن نام پہلے کبھی نہیں سنا۔" بابا ناشتے کی میز پر اس سے مخاطب تھے۔

"پتا نہیں بابا! شمسی ہی نئے نئے کالم نگاروں کو دریافت کر رہا ہے۔ آفس جاؤں گا تو پوچھوں گا اس سے۔" وہ بخار اور فلو کی وجہ سے نڈھال ہو رہا تھا۔ دو دن سے گھر پر ہی بستر سنبھال رکھا تھا۔

"بہت شان دار لکھا ہے' طنز و مزاح کی آمیزش کی وجہ سے سنجیدہ موضوع بھی ہلکا پھلکا ہو گیا ہے' حالانکہ قلم میں کاٹ بہت ہے۔"

بابا کی اتنی تعریفوں پر اس نے ان کے ہاتھ سے اخبار لیا۔ ابھی تو سرسری سا ہی پڑھا تھا۔ چند دنوں سے اخبار میں نو آموز کالم نگاروں کے لیے ایک گوشہ مختص کیا گیا تھا۔ روز ہی کوئی نہ کوئی نیا نام چھپ رہا ہوتا' مگر اس سلسلے کا فیڈ بیک کچھ خاص نہیں مل رہا تھا' نئے لکھنے والے کالم نویسی کے تقاضوں پر پورے نہیں اتر رہے تھے۔ کالم کے بجائے مضمون کا گمان ہوتا' لیکن آج جس کالم کی بابا تعریفیں کر رہے تھے اس میں یقیناً کوئی خاص بات تو ہونی تھی اور واقعی غور سے پڑھا تو لب آپ ہی مسکرانے لگے۔ طنز و مزاح کی آمیزش لیے بہت پختہ انداز تحریر تھا۔

"اچھی دریافت ہے۔" اس نے شمسی کے انتخاب کو سراہا۔

"آئندہ اس کالم کو نمایاں جگہ پر لگانا۔" بابا نے ہدایت کی۔

"آپ کہیں تو ایڈیٹوریل پیج پر لگا دوں؟" وہ ہنسا۔

"خیر وہ وقت بھی دور نہیں جب یہ ایڈیٹوریل پیج پر بھی آجائے گی۔"

"آجائے گی؟" اس نے اچنبھے سے دریافت کیا۔

"یار! بس مذکر' مونث کی غلطیاں نکالتے رہا کرو' صابر کے ساتھ رہتے اتنے برس بیت گئے' زبان پر تو اثر پڑے گا نا۔" بابا جان کچھ سنبھلتے ہوئے بولے لیکن ہادی نے ان کی بات غور سے سنی ہی نہ تھی۔

"آج سوچ رہا ہوں آفس کا چکر لگا لوں' لیکن ہمت نہیں پڑ رہی۔" بچپن سے اس کی یہ عادت نہیں بدلی تھی۔ ذرا سی بیماری بھی نڈھال کر دیتی تھی۔

"ایک دن کا ریسٹ اور کرلو۔" بابا جان نے مشورہ دیا۔

"کرنا ہی پڑے گا' جسم ٹوٹ رہا ہے اور سر میں شدید درد۔" اس نے خود پر نقاہت طاری کی۔

"اب بوڑھا باپ تمہارا سر دباتا اچھا لگے گا کیا۔ اسی لیے تو کہتا ہوں شادی کرلو۔" بابا جان کی تان آج کل اسی بات پر ٹوٹتی تھی۔ وہ بنا جواب دیے مسکرا کر رہ گیا۔

☼ ☼ ☼

"السلام علیکم! اب کیسی طبیعت ہے آپ کی۔"

سنعیہ اس سے مزاج پرسی کر رہی تھی' یہ اور بات کہ جملے کے دوران ہی وہ دو دفعہ چھینک چکی تھی۔

"میں تو اب بہتر ہوں مس سنعیہ' لیکن شاید اب آپ فلو کی لپیٹ میں آگئی ہیں۔" وہ مسکرایا۔

"فلو؟ مس سنعیہ کو پچھلے دو دنوں سے شدید ٹمپریچر بھی ہے' کل بھی میں نے انہیں زبردستی ہاف لیو پر گھر بھیجا تھا' ورنہ یہ تو قائداعظم کے مقولے پر یقین رکھتی ہیں' کام' کام اور صرف کام۔" شمسی بھی اس وقت کمرے میں تھا' اس نے گفتگو میں حصہ لیا۔

ہادی نے ایک نگاہ سنعیہ کے چہرے پر ڈالی' اس وقت بھی اس کا چہرہ تمتمایا ہوا تھا' شاید بخار اب بھی نہ اترا تھا۔ ہادی دل ہی دل میں شرمندہ ہوا' وہ طبیعت خرابی کو جواز بنا کر تین دن گھر بیٹھا رہا اور یہاں یقیناً" کام کی زیادتی کی وجہ سے سنعیہ کو آفس آنا پڑ رہا تھا۔

"مس سنعیہ! آپ ایک' دو دن ریسٹ کر لیں۔" اس نے نرمی سے کہا۔

"آج تو آ ہی گئی ہوں سر! طبیعت نہ سنبھلی تو کل کا آف لے لوں گی۔" اس نے ٹشو سے ناک رگڑتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ ایک چھوڑ بے شک دو دن کا آف لیں' لیکن کالم کا آف ہرگز نہ ہو گا' کالم تو آپ کو گھر بیٹھ کر بھی لکھنا پڑے گا۔" شمسی نے گویا اسے پیشگی آگاہ کیا۔

"کیسا کالم۔" ہادی شمسی کی بات سمجھ نہ پایا۔

"سر! آپ نے مس سنعیہ کا کالم نہیں پڑھا۔ بہت اچھا بلکہ حیران کن حد تک اچھا رسپانس ملا ہے ہمیں۔" شمسی نے خوش ہو کر بتلایا۔

"ایس خان یعنی..." اس نے جملہ ادھورا چھوڑ کر بے یقینی سے سنعیہ کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر دھیمی سی مسکان پھیلی ہوئی تھی۔"

"امیزنگ سنعیہ! آپ نے واقعی بہت اچھا لکھا۔ کیپ اٹ اپ۔" اس نے دل سے اس کی تعریف کی تھی۔

"ایسی بھی کوئی بات نہیں سر! آپ لوگ تو مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔"

وہ جھینپ گئی تھی اور پھر فوراً" ہی اس نے دفتری امور سے متعلق کوئی بات چھیڑ کر موضوع بھی بدل دیا تھا۔ ہادی زیرلب مسکرا دیا تھا۔ اب اس لڑکی کی عادتوں کے متعلق وہ کچھ کچھ جاننے لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

"مجھے لگتا ہے بابا! میں اس لڑکی سے متاثر ہوتا جا رہا ہوں۔" رات کو کھانے کی میز پر اس نے بابا کے سامنے اعتراف کیا۔

"سنعیہ ہے ہی اس قابل کہ اس سے متاثر ہوا جائے۔"

"آپ کو کیسے پتا میں سنعیہ کی بات کر رہا ہوں۔" وہ حیران ہوا۔

"تم بے شک نہ کرو' مگر میں تو سنعیہ کی ہی بات کر رہا ہوں۔" وہ مسکرائے۔

"آپ کو پتا ہے وہ کالم جو آپ کو بہت پسند آیا تھا' وہ سنعیہ نے لکھا تھا۔" اس نے اپنی دانست میں انہیں حیران کن بات بتائی۔

"میں نے ہی اسے مشورہ دیا تھا' اس لڑکی میں بہت پوٹینشل ہے۔"

"یعنی کہ آپ اس روز مجھے بے وقوف بنا رہے تھے' یوں ظاہر کر رہے تھے جیسے آپ کو پتا ہی نہیں کہ کالم کس نے لکھا ہے۔" اس نے انہیں خفگی سے دیکھا۔

"ہاں! تمہیں بے وقوف تو بنایا' لیکن اس کام میں مجھے زیادہ محنت نہیں پڑی۔" انہوں نے اسے ہنستے ہوئے چھیڑا' وہ بھی ہنس پڑا۔

"ویسے بابا! سچی بات تو یہ ہے کہ یہ لڑکی ہر گزرتے دن کے ساتھ مجھے حیران کیے دے رہی ہے۔ ٹیلنٹڈ تو ہے' مگر شخصیت میں عجیب سا گریس ہے' دوسری لڑکیوں سے بہت مختلف ہے۔" اس نے تسلیم کیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے تمہاری قریب کی نظر میں بہتری آتی جا رہی ہے۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکرائے۔

ہادی نے یک دم سر اٹھا کر انہیں دیکھا' جو وہ سمجھا تھا کیا ان کا مطلب وہی تھا۔

"بابا! آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ اس روز آپ جو کسوٹی کھیل رہے تھے کیا آپ مجھ سے سنعیہ کی شخصیت بجھوا رہے تھے۔" اس نے بے یقینی سے پوچھا۔

"بیس سالوں میں تو نہیں' لیکن بیس دنوں میں تم صحیح جواب تک پہنچ ہی گئے۔" وہ خوش ہوتے ہوئے بولے' لیکن وہ حیران پریشان سا بیٹھا رہا۔

اس روز بہت دماغ لڑانے کے بعد بھی اسے اپنے قرب و جوار میں کوئی ایسی لڑکی سجھائی نہ دی جس پر اسے گمان گزرتا کہ بابا اسے سوچے بیٹھے ہیں' اس نے بابا کی بات کو سراسر ایک مذاق سمجھا تھا۔ شاید وہ اسے اپنے آس پاس جاننے والی لڑکیوں میں سے کوئی لڑکی ڈھونڈنے کی تحریک دلوانا چاہتے تھے۔ اس دن اس نے بابا کی بات کو سنجیدگی سے ہی نہ لیا تھا۔ سوچ کے گھوڑے سے گھوڑے دوڑانے کے بعد اس نے ان کی بات کو مذاق کے کھاتے میں ڈال کر مزید سوچ بچار کی زحمت نہ کی تھی۔ اسے ہرگز اندازہ نہ ہوا کہ بابا اس روز سنعیہ کا ذکر کر رہے تھے۔

وہ لڑکی جس کو اس کے آفس میں داخل ہوئے جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے تھے' وہ اسے اس کی زندگی میں شامل کرنے کا پلان بنائے بیٹھے تھے۔

"کیا ہوا' کیا میری تجویز کردہ شخصیت تمہیں بری لگی؟" بابا اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو بغور دیکھ رہے تھے۔

"سچی بات تو یہ ہے بابا کہ ابھی میرا دماغ آپ کی تجویز کردہ شخصیت قبول کرنے کو تیار نہیں۔ فی الحال تو میں صرف حیران ہوں کہ آپ کے ذہن میں یہ بات آئی بھی کیسے۔ آپ کب اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔" وہ واقعی حیران تھا۔

"پہلی بات تو یہ ہے ہادی! کہ کسی کو جاننے کے لیے بعض اوقات عمر بھی کم پڑ جاتی ہے اور بعض اوقات دو چار ملاقاتیں بھی کسی کے متعلق درست اندازہ لگانے کا سبب بن جاتی ہیں اور دوسری بات یہ کہ تم پر کوئی زور زبردستی نہیں۔ تم اپنا ہر فیصلہ کرنے میں خودمختار ہو' ہاں مجھے وہ بچی دیکھنے کے ساتھ ہی بہت اچھی لگی' دل چاہا کہ ایسی سلجھی ہوئی بچی کو ہی تمہارا شریک سفر ہونا چاہیے اور میں کون سا ابھی اس کے گھر تمہارا رشتہ لے کر جا رہا ہوں' وہ تمہارے ساتھ کام کر رہی ہے۔ دیکھو' پرکھو' دل مانے تو مجھے بتاؤ اور اگر تمہیں کوئی اور لڑکی لائف پارٹنر کے طور پر پسند آتی ہے تو مجھے اس پر بھی قطعی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" باباجان رسانیت سے بولے' وہ محض سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

اسے اے پی این ایس کی میٹنگ کے لیے ایک' دو دن کے لیے کراچی جانا پڑا تھا اور آج آفس آکر آج کے اخبار کا تفصیلی مطالعہ کیا تو متین زبیری کے کالم کے اوپر ادارتی نوٹ پڑھ کر ہکابکا رہ گیا۔

متین زبیری صف اول کا کالم نویس تھا اور شاید ان کے اخبار کا سب سے مہنگا کالم نویس بھی۔ بعض نام ایسے ہوتے ہیں جنہیں نہ چاہتے ہوئے بھی بھاری قیمت دینی پڑتی ہے اور متین زبیری ایسا ہی کالم نگار تھا۔ ایجنسیوں سے روابط کی وجہ سے وہ اکثر اندر کی بات باہر نکالتا تھا اور اسی لیے اس کا کالم شوق سے پڑھا جاتا تھا' ورنہ نظریاتی طور پر اس کا قبلہ کہاں جاملتا تھا' یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ غیر ملکی سفارت خانوں کی تقریبوں میں جن صحافیوں کو خصوصی طور پر مدعو کیا جاتا' ان میں متین زبیری سرفہرست ہوتا تھا۔ سرحد کے دونوں اطراف کے نام نہاد دانشوروں نے جو ادبی تنظیم قائم کر رکھی تھی' وہ اس کا بھی روح رواں تھا۔

آج کے کالم میں اس نے حسب معمول پاکستان کی نظریاتی اساس پر اپنے مخصوص ڈھکے چھپے انداز میں سوال اٹھائے تھے لیکن آج اس کے کالم کے اوپر جلی حروف میں درج تھا "ادارے کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔"

ایک قد آور کالم نگار کے لیے یہ ایک بہت بڑا

طمانچہ تھا کہ اس کا اپنا اخبار ہی اس کے لکھے کی حمایت کرنے سے انکار کردے۔ ہادی یہ کیپشن پڑھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔ نئے اخباروں نے بھاری معاوضوں کے عوض بہت سے کالم نویسوں کو پہلے ہی اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ یہ دو چار نام بچے تھے جن کی وجہ سے اخبار کی ساکھ برقرار تھی اور اب یہ کیپشن جما کر گویا متین زبیری کو بھی ناراض کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس نے فوراً" شمسی کو بلا بھیجا۔

"شمسی! یہ کیا حماقت ہے۔" اس نے اخبار شمسی کے سامنے میز پر پھینکا۔

"مجھے بھی جب پتا چلا تو دیر ہو چکی تھی سر! اور یہ ہمت میں نے نہیں مس سنعیہ نے کی ہے۔" اس کا غصہ دیکھ کر شمسی نے صاف صاف بتا دیا۔

"بلایئے مس سنعیہ کو۔" وہ لب بھینچتے غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دو منٹ بعد ہی وہ آگئی تھی بالکل پُرسکون

"جی سر! آپ نے بلایا مجھے؟" وہ شاید جانتے بوجھتے انجان بن رہی تھی۔

"مس سنعیہ! آپ نے جو حماقت کی ہے جانتی ہیں ہمیں اس کا کتنا خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے؟" ہادی نے اس کے چہرے پر نظریں جما کر کاٹ دار لہجے میں مخاطب کیا۔

"سر! آپ کالم پڑھ کر تو دیکھیں کیا بکواس کی گئی ہے اس میں۔" سنعیہ کو اس کا ردِ عمل دیکھ کر افسوس ہوا تھا۔ اس نے اخبار کھول کر ہادی کے سامنے پھیلایا۔

"یہ دیکھیں سر! قائداعظم کی گیارہ اگست والی تقریر کو لے کر اس شخص نے نہ صرف بانی پاکستان کی شان میں ہرزہ سرائی کی ہے بلکہ دو قومی نظریے کا بھی کھلم کھلا مذاق اڑایا ہے اور دیکھیں تو سہی سقوط ڈھاکہ کا ذکر کتنے تمسخر آمیز انداز میں کیا ہے۔ کالم پڑھ کر لگتا ہی نہیں کہ کسی پاکستانی صحافی کا نقطہ نظر پڑھ رہے ہیں بلکہ یوں لگتا ہے کہ یہ کسی پرو ہندوستانی شخص کا تحریر کردہ ہے۔ دل تو کر رہا تھا کہ اس کالم کا جواب بالکل اس کے سامنے والی جگہ پر کالم لکھ کر دوں لیکن پھر سوچا کہ فی الحال تو اس کیپشن سے کام چلاتی ہوں کہ ادارہ مضمون نگار کی رائے سے متفق نہیں بعد میں کالم....."

"مس سنعیہ! آپ ادارہ نہیں ہیں۔" ہادی نے اس کی بات کاٹ کر جتانے والے انداز میں کہا۔ سنعیہ نے ایک نگاہ اس کے برہم چہرے پر ڈالی اور نگاہیں جھکا لیں۔

"آپ محض اس ادارے کی ایمپلائی ہیں اور دو چار کالم لکھ کر آپ سمجھ رہی ہیں کہ آپ بہت بڑی انٹلکچوئل بن گئی ہیں اور ہر معاملے میں آپ کی رائے حرف آخر ہو گئی ہے تو یہ غلط فہمی ہے آپ کی۔ ہمیں ہر نقطہ نظر کے لوگوں کو اہمیت دینی پڑتی ہے۔ صحیح غلط کا فیصلہ کرنا ہمارا نہیں۔ قارئین کا کام ہے۔ آپ کی بہت مہربانی ہوگی اگر آئندہ آپ اپنی حُبُ الوطنی اور جذباتیت اپنے تک ہی محدود رکھیں گی۔ حد سے زیادہ اعتماد آپ کو تو نقصان پہنچائے گا مگر میں ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کا خمیازہ ہمارے اخبار کو بھگتنا پڑے۔" اس نے سنعیہ کو ٹھیک ٹھاک قسم کی جھاڑ پلا دی تھی۔

"سوری سر!" وہ بمشکل بولی تھی۔ شدید غصے اور بے عزّتی کے احساس سے اس کا چہرہ دہک اٹھا تھا' اس کا چہرہ دیکھ کر ہادی کو بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ کچھ زیادہ ہی بول گیا ہے۔

"جا سکتی ہیں آپ۔" اس نے کہہ کر ایک فائل کھول لی۔

سنعیہ ایک لمحے کا توقف کیے بغیر واپس پلٹ گئی تھی۔ کئی لمحوں تک اس کے دُکھتے ہوئے چہرے اور لرزتی پلکوں کا تصور ہادی کو مضطرب کرتا رہا تھا۔

"اس احمق لڑکی کو بابا میرے لیے سوچے بیٹھے ہیں۔" اس نے بابا کی تجویز کو ناقابل عمل گردانا چاہا تھا لیکن دھیان بھٹک بھٹک کر سنعیہ کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں کی طرف جا رہا تھا۔ سنعیہ کو جو "ڈوز" ابھی پلائی تھی' اس میں وہ خود کو حق بجانب سمجھتا تھا پھر جانے کیوں دل کچھ غلط ہونے کی گھنٹی بجا رہا تھا' دل و دماغ کی ان متضاد کیفیتوں پر وہ جھنجلا سا گیا' فائل بند کر اس نے ٹائم دیکھا۔ ذرا دیر بعد چیف منسٹر کے ساتھ مدیران کی میٹنگ تھی۔ اس نے ڈرائیور کو فون کر کے گاڑی نکالنے کا کہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"بیٹا جان! عملی زندگی میں انسان کو جذبات کے ساتھ کچھ مصلحتوں اور مجبوریوں کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔"

وہ دو گھنٹے بعد لوٹا تھا۔ کمرے میں داخل ہونے لگا تو بابا جان کی آواز سن کر ٹھٹک کر رک گیا' وہ کس کو سمجھا رہے تھے۔ ہادی اندازہ لگا سکتا تھا اور کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس کے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔ بابا جان کے پاس سنعیہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"خیریت بابا جان! صبح تو آپ کے آنے کا کوئی پروگرام نہ تھا۔" اس نے انہیں سلام کرتے ہوئے استفسار کیا۔

"پروگرام بنتے کیا دیر لگتی ہے۔" بابا جان نے اسے خفگی سے دیکھا تھا' ہادی نے بمشکل مسکراہٹ دبائی۔ سنعیہ کی روئی روئی آنکھوں اور گلابی ہوتی ناک نے یہ حقیقت آشکار کر دی تھی کہ وہ اس کے بابا سے اس کی شکایت کا فریضہ سرانجام دے چکی ہے۔

"مس سنعیہ نے آپ کو چائے بھی پلائی یا منگواؤں؟" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں بس میں چل رہا ہوں۔ احد کی طرف جانا ہے۔ نوشابہ بھابھی نے ہمایوں کی شادی کے متعلق کچھ ڈسکس کرنا ہے۔" بابا جان سنجیدگی سے کہتے ہوئے اٹھ گئے تھے۔

"اور سنعیہ کو اس کے گھر ڈراپ کر رہا ہوں۔ آج اس کی طبیعت ٹھیک نہیں۔" انہوں نے اسے مطلع کیا پھر سنعیہ کو مخاطب کیا تھا۔ "اٹھو بیٹا!"

ان کی بات سن کر وہ ایک لمحے کو ہچکچائی تھی مگر پھر اٹھ گئی۔

"میں اپنا بیگ لے آؤں انکل؟" اس نے ہادی سے رسمی اجازت لینے بھی کی ضرورت محسوس نہیں کی اور دھیرے سے کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔

"آپ میرے آفس کا ڈسپلن خراب کر رہے ہیں سر!" اس نے مصنوعی خفگی جتاتے ہوئے بابا جان کو مخاطب کیا۔ انہوں نے سگار سلگا لیا' گویا اس کی بات کو سنا ہی نہ ہو۔ ہادی ان کی بے نیازی پر ہنس پڑا تھا۔

☼ ☼ ☼

"کیا ہوا تھا صبح۔" شام کو آفس سے واپسی پر حسب توقع بابا کی عدالت میں بیٹھا ہوا تھا۔

"صبح ..... ہاں' چیف منسٹر کے ساتھ میٹنگ تھی۔ وہی اپنے کارنامے بتانے کے لیے بریفنگ کا اہتمام تھا' کوئی نئی بات....."

"سنعیہ کو تم نے کیوں ڈانٹا تھا۔" بابا جان نے اس کی بات کاٹ کر خفگی سے پوچھا۔

"ڈانٹنے والی بات پر ہی ڈانٹا تھا۔" وہ کچھ چڑ کر بولا۔ "اور بہت کوئیک سروس ہے محترمہ کی' فٹ آپ سے میری شکایت لگا دی۔"

"اس نے کوئی تمہاری شکایت نہیں لگائی' میں اتفاقاً" وہاں جا نکلا تھا' زار و قطار رو رہی تھی بے چاری۔ شمسی نے بتایا تھا مجھے۔" انہوں نے اس کی غلط فہمی دور کی۔

"تو آپ کو میرا ڈانٹنا نظر آ گیا۔ اس کی غلطی نظر نہیں آئی۔ آپ جانتے تو ہیں بابا جان کہ دوسرے اخباروں کے مقابلے میں ہماری سرکولیشن کتنی محدود ہوتی جا رہی ہے۔ نام کا قومی اخبار رہ گیا ہے ورنہ مقامی سطح کا اخبار لگتا ہے۔ اپنے محدود ترین بجٹ میں ہم متین زبیری جیسے دو' تین بڑے ناموں کو اکاموڈیٹ کرتے ہیں اور محترمہ کی خواہش ہے کہ ہر لکھنے والا ان کی طرح ضمیر کی آواز پر لبیک کر کے لکھے۔"

"ایسے ہی لوگ زمین کا حسن ہوتے ہیں ہادی! سچے' من کے اجلے' اور نڈر..... اس کا باپ بھی ایسا تھا' ہم مصلحت پسندوں کی دنیا میں چند ایک ایسے سرپھروں کی ضرورت ہے ہادی!" بابا جان کھوئے کھوئے سے انداز میں بولے۔

"آپ ریٹائر ہو کر گھر بیٹھ گئے ہیں' اس لیے آپ کو ایسی باتیں سوجھ رہی ہیں مگر میں نے اخبار چلانا ہے۔" اس نے انہیں حقیقت جتلائی۔

"ہاں غلط تم بھی نہیں ہو۔" بابا جان نے گہرا سانس لیتے ہوئے تسلیم کیا۔ "لیکن پھر بھی میں یہ ہی کہوں گا کہ تمہیں سنعیہ کو اس درشتی سے نہیں ڈانٹنا چاہیے۔ بچی ہے اور بہت حساس بھی۔" بابا جان نے رسانیت سے کہا۔

"مانتا ہوں بابا! مگر اسی کی وجہ سے ہی آج شام میں متین زبیری سے ٹیلی فونک جھڑپ بھی ہو گئی ہے۔ سنعیہ صحیح کہہ رہی ہے یہ بندہ اب بکواس کے سوا کچھ نہیں لکھتا مگر.... اور سچ بتاؤں تو اگر سنعیہ کے ہرٹ ہونے سے آپ کو تکلیف ہوئی ہے تو اس کی گلابی آنکھوں کو دیکھ کر کم ڈسٹرب میں بھی نہیں ہوا۔" اس نے جیسے بے پروائی سے اعتراف کیا تھا اور بابا جان تو خوشی سے بے حال ہو گئے۔

"تم سچ کہہ رہے ہو ہادی؟" ان کی خوشی چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔

"کیا متین زبیری سے جھڑپ والی بات؟ آف کورس بابا جان!"

"افوہ متین زبیری کو گولی مارو۔" وہ جھنجلائے۔

"ماردی!" اس نے مسکراہٹ دبائی۔

"سنعیہ تمہیں واقعی اچھی لگنے لگی ہے۔" وہ "فوراً" سے پیشتر تصدیق چاہتے تھے۔

"لگتا تو یہی ہے بابا جان! لیکن میں نہیں چاہتا کہ وقتی پسندیدگی کے تحت کوئی قدم اٹھالوں۔ مجھے ابھی کچھ وقت چاہیے' زندگی کے اتنے بڑے فیصلے یوں اچانک نہیں ہوتے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے ابھی خود سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ لڑکی واقعی خاص ہے یا مجھے خاص لگنے لگی ہے یا پھر شاید یہ آپ کی برین واشنگ کا اثر ہے۔ آئی ایم ٹوٹلی کنفیوزڈ۔" اس نے سچائی سے اپنے دل کی کیفیت بتا ڈالی۔

"کچھ وقت گزرنے دو' تمہارے دل کے جذبے خود بخود واضح ہو جائیں گے۔" انہوں نے اسے محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیٹس سی۔" ہادی نے کندھے اچکا دیے تھے۔

☼ ☼ ☼

آج ہمایوں کی مہندی تھی۔ ہمایوں نہ صرف اس کا بہترین دوست تھا' بلکہ اس کے مرحوم والد بابا کے بہترین دوستوں میں سے ایک تھے۔ یہ ہی دوستی اگلی نسل میں منتقل ہوئی تھی۔ نوشابہ آنٹی' ہمایوں' تانیہ' فراز پوری فیملی سے اس کی بے حد بے تکلفی تھی اور مہندی کے فنکشن کو فضولیات گرداننے کے باوجود وہ ان سب کے بے حد اصرار پر یہاں آنے پر مجبور ہوا تھا' البتہ بابا جان نے مہندی کے فنکشن کو بچوں کا فنکشن کہہ کر شرکت سے معذرت کرلی تھی۔ ہاں شادی اور ولیمہ میں ان کی شرکت لازمی تھی۔

اس وقت ہمایوں ولا کے وسیع و عریض لان میں رنگ و بو کا سیلاب امڈا ہوا تھا۔ ہمایوں اس وقت اسٹیج پر بیٹھا اپنے سسرالیوں کے نرغے میں تھا۔ وہ دور بیٹھا' اس کی درگت بنتے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔ اچھا بھلا فارن کوالیفائیڈ انجینئر گلے میں پیلا دوپٹہ ڈالے عجیب بغلول لگ رہا تھا۔

"ہنس لیں ہنس لیں ہادی بھائی! یہ وقت کبھی نہ کبھی آپ پر بھی آئے گا' تانیہ نے اسے مسکرا کر مخاطب کیا۔ ہمایوں کی چھوٹی بہن تانیہ اسے بھی بہنوں کی طرح ہی عزیز تھی۔

"ایسی حماقتیں میری پرسنالٹی سے میچ نہیں کرتیں یار! ہم صرف شادی اور ولیمہ کا فنکشن منعقد کر کے سنت مسنونہ پوری کریں گے۔" وہ ہنسا تھا۔

"گریٹ ڈویلپمنٹ ہادی بھائی! آج پہلی بار آپ کے منہ سے شادی کا نام سنا' گویا شادی پر راضی ہو گئے ہیں آپ۔" تانیہ چہکی تھی' وہ اس کی چالاکی پر ہنس پڑا اور ہنستے ہنستے سامنے نگاہ پڑی تو مسکراہٹ کو بریک لگ گئے۔

وہ سوفی صد سنعیہ ہی تھی مگر اس محفل میں اس کی موجودگی نے اسے حیران کر دیا تھا۔ اس نے تانیہ کو

مخاطب کر کے اس سے پوچھنا چاہا تھا مگر اس سے پہلے ہی تانیہ کسی کے پکارنے پر چلی گئی تھی۔

ہادی دوبارہ سنعیہ کی جانب متوجہ ہوا' وہ کافی مختلف اور پیاری لگ رہی تھی۔ ہادی کو عموماً "لڑکیوں کے حلیے اور ڈریسنگ سے کوئی سروکار نہ ہوتا تھا کسی لڑکی کے ساتھ دو گھنٹے بیٹھنے کے بعد بھی وہ نہیں بتا سکتا تھا کہ اس نے کس رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے' لیکن سنعیہ پر ایک اچٹتی نگاہ ڈال کر اس کو پتا چل گیا تھا کہ وہ آج زرد رنگ کے جوڑے میں ملبوس ہے۔ اس کے بالوں کی ڈھیلی سی چٹیا اور ہاتھوں میں گجرے' ہادی نے چند سیکنڈوں میں ہی اس کا بھرپور جائزہ لے لیا تھا اس کی مختصر ترین تعریف یہ ہو سکتی تھی "خوب صورت مگر باوقار" بابا کی پسند لاجواب تھی۔ وہ اتنی دیر کس لیے کر رہا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے سوچا' تھوڑی ہی دیر میں وہ منظر سے غائب ہو گئی تھی' ہادی کو تقریب کے رنگ ماند لگنے لگے۔ لڑکیوں کے جھرمٹ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے تلاشنے کے بجائے ہادی نے تقریب سے رخصت ہونے میں ہی بہتری جانی۔ ویسے بھی رات کافی بیت چکی تھی' اس نے اسٹیج پر جا کر ہمایوں سے "اظہار ہمدردی" کیا پھر رخصت کی اجازت چاہی۔

"ٹھیک ہے یار! مصروف بندے ہو' نہیں روکتے تمہیں۔" ہمایوں اٹھ کر گلے ملا تھا۔

"جا رہے ہو بیٹا؟" اتنے میں نوشابہ آنٹی بھی ساڑھی کا پلو سنبھالتی ادھر آنکلیں۔

"جی آنٹی! اب چلوں گا۔" اس نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

"ممّا! یہ فراز کا بچہ جانے کہاں چلا گیا۔ عینی آپی کو چھوڑنے جانا تھا۔" اتنے میں ہی تانیہ بولتے ہوئے قریب آئی تھی۔

"تو ہادی ڈراپ کر دے گا نا عینی کو' راستے میں ہی تو پڑے گا عینی کا گھر۔" نوشابہ آنٹی نے اطمینان سے کہا تھا اور وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔ رات کے اس پہر جانے کس محترمہ کو ڈراپ کرنے کی ذمہ داری سونپی جا رہی تھی۔

وہ انکار کے لیے مناسب الفاظ سوچ رہا تھا کہ نوشابہ آنٹی نے کسی کو پکار بھی لیا۔

"عینی' عینی بیٹا!" اور چند لمحوں بعد جو صورت قریب آئی تھی۔ اسے دیکھ کر ہادی کو آج کی تاریخ میں حیرت کا دوسرا جھٹکا لگا تھا۔

"السلام علیکم سر!" سنعیہ کی بھی اس پر نگاہ پڑ گئی تھی' جب ہی سلام کیا' پھر نوشابہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہاں بیٹا! میں کہہ رہی ہوں کہ تم ہادی کے ساتھ کیوں نہیں چلی جاتیں' یہ ڈراپ کر دے گا تمہیں۔" نوشابہ آنٹی کو سنعیہ کے سلام کرنے پر حیرت نہیں ہوئی تھی گویا وہ جانتی تھیں کہ سنعیہ اسی کے آفس میں کام کرتی ہے۔ لیکن حیرت اس بات کی تھی کہ وہ نوشابہ آنٹی کی فیملی اور سنعیہ کے تعلق سے کیوں واقف نہ تھا۔ آج سے پہلے اس نے سنعیہ کو کبھی ان کی فیملی تقریبات میں نہیں دیکھا تھا اور نوشابہ آنٹی کے کہنے پر سنعیہ کے چہرے پر ایک لمحے کو تذبذب کے آثار نمودار ہوئے تھے لیکن پھر اس نے سر ہلا کر اقرار کر لیا۔

نوشابہ آنٹی اور تانیہ سے گلے مل کر وہ ہادی کی ہمراہی میں آگے بڑھ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

گاڑی سبک خرامی سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ ایڈریس بتانے کے بعد سنعیہ نے چپ سادھ لی تھی۔ ویسے بھی اس روز والے واقعے کے بعد سنعیہ آفس میں بھی چپ چاپ کام کیے جاتی۔ بے تکلفی تو خیر پہلے بھی کبھی نہ تھی لیکن اب اس کی خاموشی میں جھلکتی خفگی ہادی کو زیر لب مسکرانے پر مجبور کر دیتی تھی۔ اگر بابا کی خواہش کے مطابق اس لڑکی سے کوئی رشتہ استوار ہوا تو روٹھنے منانے کے سلسلے کی پریکٹس کرنی پڑے گی۔ اپنے پہلو میں سنعیہ کی موجودگی آج بہت سے لطیف احساسات کو بیدار کر رہی تھی۔ پندرہ منٹ بعد سفر کا اختتام ہوا تھا۔

ہادی نے اس کے گھر کے سامنے گاڑی روکی۔

سناٹے اور تاریکی کی وجہ سے اس نے فوراً ہی گاڑی بھگا لے جانا مناسب نہ سمجھا سنعیہ بیل دے کر گیٹ کھلنے کی منتظر تھی اور ہادی اس کے اندر جانے کا۔ دو تین منٹ کے انتظار کے بعد گیٹ کھل گیا تھا۔ ہادی نے مطمئن ہو کر گاڑی اسٹارٹ کر دی لیکن حیرت انگیز طور پر سنعیہ دروازے کے اندر جانے کے بجائے واپس پلٹی۔

"امی کہہ رہی ہیں' آپ چائے پی کر جایئے گا۔" ہادی کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی ۔کہنا تو چاہتا تھا کہ بی بی لگتا ہے آپ کی امی نے یہ مینرز آپ کو نہیں سکھائے۔

وہ مسکراتے ہوئے گاڑی سے اترا' سنعیہ کی امی سے ملنے میں کوئی حرج تو نہ تھا۔ اس کے پیچھے گھر میں داخل ہو کر اس نے دائیں طرف کھڑی خاتون کو سلام کیا تھا وہ یقیناً" سنعیہ کی امی تھیں۔

"وعلیکم السلام! جیتے رہو۔" انہوں نے بہت شفقت سے سلام کا جواب دیا۔

"میں نے ابھی نوشابہ کو فون کیا تھا اس نے بتایا عینی کو ہادی ڈراپ کرے گا' میں نے سوچا چلو اس بہانے تم سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ ویسے تو بہت مصروف بندے ہو تم' آنے کی فرصت نکالنا مشکل ہے۔"

وہ اسے لے کر ڈرائنگ روم میں آگئی تھیں اور اب ہنستے ہوئے اس سے مخاطب تھیں۔ ان کے بے تکلف انداز پر ہادی نے حیرت سے انہیں دیکھا اور اندر روشنی میں آنے کے بعد اسے اس مانوس لب و لہجے والی شخصیت کے نقوش کھوجنے میں چند پل بھی نہ لگے تھے۔

"آمنہ آنٹی!" وہ خوش گوار حیرت میں گھر گیا۔

"پہچان لیا؟" وہ مسکرائیں۔

"آپ کو تو پہچان لیا لیکن حیرت ہو رہی ہے کہ میں ان محترمہ کو نہیں پہچان پایا۔" وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھا۔

"چودہ' پندرہ سال کم عرصہ تو نہیں ہوتا' تمہاری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو وہ بچپن کی عینی اور اب کی سنعیہ کو پہچاننے میں غلطی کر جاتا۔ بلکہ اگر عینی بھی تمہیں کہیں سر راہ دیکھتی تو ہرگز نہ پہچان پاتی۔ ماشاء اللہ کتنے بڑے ہو گئے ہو تم۔ بالکل رضا بھائی کی جوانی کا عکس۔" وہ اسے محبت سے دیکھتے ہوئے مسکرائی تھیں۔

"لیکن آپ بہت بوڑھی ہو گئی ہیں آمنہ آنٹی! اتنی کمزور' مجھے اب تک یقین نہیں آرہا کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔"

"تمہارے سکندر انکل کے انتقال کے بعد میں نے اتنی تو ہمت کر لی کہ زندگی کو گھسیٹ کر یہاں تک لے آئی۔ اگر عینی نہ ہوتی تو جینے کی کوئی امید ہی نہیں بچی تھی۔" آمنہ آنٹی کی آنکھیں جھلملا گئیں۔

ہادی ایک لمحے کو چپ ہو گیا' اس کے ذہن کے پردے پر سولہ' سترہ برس پہلے والی آمنہ آنٹی کی شبیہ لہرانے لگی۔ خوب صورت' اسمارٹ' زندہ دل اور ہنس مکھ' ان کی اور سکندر انکل کی بے مثال جوڑی تھی ٹوٹ کر محبت کرتے تھے دونوں' اسے سکندر انکل شدت سے یاد آئے۔ بابا کے عزیز از جان دوست' انہیں بچھڑے ایک مدت بیت گئی تھی پھر بھی بابا کی یادوں میں وہ زندہ تھے۔

"بچے جوان ہو جائیں تو ماں باپ بوڑھے ہی لگتے ہیں۔" اسے سوچوں میں گم دیکھ کر آمنہ آنٹی نے مسکرا کر پھر مخاطب کیا۔ وہ بھی جیسے ایک دم چونکا۔

"ناقابل یقین سی بات ہے آمنہ آنٹی! آخر آپ کی آمد مجھ سے کیوں چھپائی گئی اور کہاں ہے وہ آپ کی چالاک بیٹی۔ کتنا عرصہ اس نے مجھے بے وقوف بنائے رکھا۔" اس نے ارد گرد نگاہ دوڑا کر سنعیہ کو کھوجنا چاہا۔

"ان بلیوایبل۔" (ناقابل یقین) اس نے ایک بار پھر خود کلامی کے سے انداز میں سر جھٹکا تھا۔ "سنعیہ مجھ سے اتنی اجنبی اور انجان بن کر کیوں ملی آمنہ آنٹی! آپ لوگوں کی آمد کو خاص طور پر میرے لیے ہی راز کیوں رکھا گیا۔ ابھی ہم احد انکل کی طرف سے آرہے ہیں۔ وہ لوگ بھی باخبر ہیں۔ بابا بھی یقیناً" سب کچھ جانتے تھے لیکن انہوں نے بھی مجھے صرف یہ ہی بتایا تھا کہ سنعیہ ان کے کسی مرحوم دوست کی بیٹی ہے۔ سکندر انکل! "کسی مرحوم دوست" کی فہرست میں نہیں آتے تھے آمنہ آنٹی! جن کا نام میری یادداشت سے محو ہونے کی بنا پر بابا نے ان کا تذکرہ ضروری نہ سمجھا ہو۔ سکندر انکل تو بابا کے بھائیوں جیسے دوست تھے۔ ان کے انتقال حتی کہ آپ لوگوں کے ابوظہبی شفٹ ہونے کے باوجود بھی بابا نے ہمارے سامنے یادوں کے سہارے انہیں ہمیشہ زندہ رکھا۔ میرے تو گمان میں بھی نہ تھا کہ میرے آفس میں کام کرنے والی سنعیہ درحقیقت سکندر انکل کی عینی ہے۔ سچ بتاؤں تو سکندر انکل کی عینی میرے ذہن میں ہمیشہ سات' آٹھ برس کی عینی ہی آتی تھی' اس کا اصل نام سنعیہ تو شاید ڈاکومنٹس کے لیے ہی تھا۔ میرے ذہن سے یہ نام محو ہو چکا تھا لیکن اس نے اپنی شناخت مجھ سے کیوں چھپائی؟"

وہ حیران تھا قدرے ناراض اور الجھا ہوا بھی۔ ذرا دیر پہلے آمنہ آنٹی کو اچانک دیکھ کر ملنے والی خوشی پر خفگی کا رنگ غالب آرہا تھا۔

"میں تمہیں کیا بتاؤں ہادی! بہت ہیلبی ناک ہے میری بیٹی کی۔ وہ ہرگز کسی سفارش کے بل پر جاب حاصل کرنا نہیں چاہتی تھی۔ بلکہ وہ تو رضا بھائی سے بھی اس بات پر بھی ناراض ہو گئی تھی کہ انہوں نے اسے تمہارے سامنے اپنے کسی دوست کی بیٹی بھی ظاہر کیوں کیا۔ اسے خدشہ تھا کہ اگر وہ اپنی پہچان ظاہر کر دے گی تو اسے اپنی صلاحیتیں آزمانے کا موقع نہیں ملے گا۔ سکندر کا حوالہ اس کے لیے خود بخود آسانیاں پیدا کر دے گا۔"

"اور آپ اور بابا جان بھی اس کی بے وقوفی میں اس کے ساتھ شریک ہو گئے۔" اس نے کچھ خفگی سے انہیں دیکھا۔

"مجبوری تھی بیٹا! ایک بات ہم نے اس کی مانی تو ایک اسے ہماری ماننی پڑی۔ ہمیں یہ تو اطمینان ہو گیا کہ وہ تمہارا اخبار ہی جوائن کر رہی ہے ورنہ جیسی سر پھری اور جذباتی وہ ہے' جانے اس کی بے وقوفیوں کے کیا نتائج ہمیں بھگتنے پڑتے۔" آمنہ آنٹی کے کہنے پر وہ مسکرا دیا' وہ خود بھی تو اسے اس کی بے وقوفیوں سمیت بھگت رہا تھا۔ "لیکن آج جب مجھے پتا چلا کہ تم اسے چھوڑنے آرہے ہو تو مجھ سے رہا نہیں گیا' آخر کب تک تم سے نہ ملتی۔" آمنہ آنٹی نے اسے محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اتنے میں سنعیہ بھی چائے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوئی۔ ہادی نے ایک نگاہ اس کے خفا سے چہرے پر ڈالی۔ اس کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

اس پیاری سی لڑکی سے کتنا قریبی تعلق نکل آیا تھا لیکن گزرے ہوئے ماہ و سال نے اتنا تو فاصلہ پیدا کر ہی دیا تھا کہ وہ بے تکلفی سے اسے عینی کہہ کر مخاطب نہ کر پایا۔

"جی تو مس سنعیہ! آپ سمجھ رہی تھیں کہ آپ کی شناخت مجھ سے چھپی رہے گی؟" اس نے ہادی کو چائے کا کپ تھمایا تو وہ اسے مخاطب کرنے سے خود کو روک نہ پایا۔ وہ جیسے زبردستی مسکراتے ہوئے چپ چاپ ماں کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئی۔

"اتنے عرصے تک میں آپ کے کالم پڑھ کر ناحق متاثر ہوتا رہا۔ اب پتا لگ رہا ہے کہ آپ کا طرز تحریر کچھ جانا پہچانا سا کیوں لگتا تھا' بالکل سکندر انکل جیسا انداز' وہی اسلوب' فقروں میں ویسی ہی کاٹ۔ اب پتا چلا کہ اس میں آپ کا تو کوئی کمال نہیں بلکہ یہ تو سکندر انکل کی طرف سے آپ کو وراثت میں ملی صلاحیت ہے۔" وہ اسے چھیڑ رہا تھا کچھ بولنے پر اکسا رہا تھا۔

"اگر آپ کو میرے طرز تحریر میں ابو کی جھلک ملتی ہو تو اٹس آ کمپلیمنٹ فار می سر!" سنعیہ نے اس کا داؤ الٹ دیا تھا۔

وہ چائے کا سپ لیتے ہوئے بے ساختہ ہنس پڑا' آمنہ آنٹی بھی مسکرا دی تھیں۔

☼ ☼ ☼

رات گئے وہ گھر لوٹا تھا' بابا کے کمرے میں جھانکا' وہ

کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے۔

"ٹائم دیکھا ہے آپ نے' اب تک سوئے کیوں نہیں۔" اس نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔

"ہاں بس سونے ہی لگا تھا۔ تم سناؤ بہت دیر لگادی' پورا فنکشن بھگتا کر آئے ہو کیا؟" بابا نے حیرانی سے استفسار کیا' اپنے بیٹے کی طبیعت کا انہیں بخوبی اندازہ تھا۔ ایسے ہنگاموں سے اس کی جان جاتی تھی۔

"نہیں بابا! فنکشن سے تو جلد ہی اٹھ گیا تھا' پھر عینی کو چھوڑنے گھر چلا گیا وہاں آمنہ آنٹی سے گپ شپ میں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔" اس نے نارمل سے انداز میں جواب دیا تھا' لیکن بابا کا چونکنا فطری امر تھا۔

"اوکے بابا! گڈ نائٹ آرام کریں' رات بہت ہو گئی ہے میں بھی خاصا تھک چکا ہوں' اب سوؤں گا۔"

اس سے پیشتر بابا کوئی بات کرتے انہیں بولنے کا موقع دیے بغیر ہی وہ پلٹ گیا تھا۔ اس کا یہ نارمل انداز شدید ترین خفگی کا مظہر تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے سر کھجانے لگے۔ اب باقی رات بیٹے کو منانے کا طریقہ سوچنا تھا۔

☼ ☼ ☼

رضا' احد اور سکندر تینوں بہت گہرے دوست تھے۔ بچپن' لڑکپن اور جوانی' وقت گزرنے کے ساتھ دوستی کا رشتہ مزید اٹوٹ ہو گیا۔ حالانکہ تینوں کی فیلڈز بالکل الگ تھیں۔ احد سول سروس میں چلے گئے۔ رضا کے والد پبلشر تھے' رضا نے کاروبار میں نیا تجربہ کیا' مقامی سطح پر اخبار کا اجرا کیا جو جلدی ہی قومی سطح پر چھپنے لگا تھا اور سکندر تو خیر بھرپور شباب میں ملک کی جانی پہچانی شخصیت بن گئے تھے۔ تین خوش قسمت دوستوں کی ٹولی میں وہ عزت اور شہرت کے لحاظ سے سب سے زیادہ خوش قسمت ثابت ہوئے تھے۔ کھرے' نڈر اور بے باک صحافی لیکن اپنے وطن سے محبت کے معاملے میں حد سے زیادہ جذباتی' جس اخبار میں جاتے اس کی سرکولیشن بڑھ جاتی مگر ڈیکلریشن منسوخ ہونے کا خطرہ ہو جاتا سو حکومتی دباؤ پر اخباری مالکان عوام کے اس ہر دل عزیز لکھاری کو اخبار بدر کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ رضا نے بہت دفعہ انہیں اپنے پاس بلایا مگر وہ ہمیشہ ہنس کر ٹال جاتے۔

"دوستی کو آزمائش میں ڈالنا میں مناسب نہیں سمجھتا۔"

"تمہیں مجھ پر بھروسا نہیں۔" رضا انہیں آنکھیں دکھاتے۔

"تم پر تو ہے خود پر نہیں' تھک گیا ہوں یار! جوانی میں جوش تھا' کچھ کر گزرنے کا جذبہ لیکن اب گھٹن بہت بڑھ گئی ہے' مایوسی چاروں طرف سے گھیر رہی ہے۔ امید کا کوئی سرا ہاتھ نہیں لگ رہا۔"

وہ آئیڈیلسٹ تھے' ملک کے جن حالات کو سدھارنے کا عزم لے کر قلم تھاما تھا ہر کوشش' ہر کاوش' رائیگاں جاتی دیکھ کر دل برداشتہ ہوتے جا رہے تھے۔

کتنے برسوں سے وہ ملک کے بنیادی ستونوں سے جو مکھی لڑ رہے تھے۔ کبھی طنزو مزاح کا سہارا لے کر' کبھی کاٹ دار انداز میں' کبھی انتہائی دردمندی سے ملک کی باگ دوڑ سنبھالنے والے ہاتھوں کو سمجھا رہے ہوتے ان کے قلم نے انہیں عوام کے دلوں کی دھڑکن تو بنا دیا تھا لیکن "خواص" کے لیے وہ درد سر بنتے جا رہے تھے۔ رضا اور احد دونوں انہیں سمجھانے کی کوشش میں ہلکان ہوتے رہتے۔

"دیکھو میاں! تم جو اپنی لیلیٰ کے لیے مجنوں بنے پھر رہے ہو' اس میں اتنی شدت پسندی ٹھیک نہیں۔" احد انہیں سمجھاتے۔ "لیلیٰ" سے ان کی مراد پاکستان ہوتا تھا۔

"ملک کے حالات ٹھیک ہونا' صحیح قیادت ملنا' نظریاتی طور پر اسے درست ڈگر پر چلانا' نئی نسل کو نظریۂ پاکستان سے روشناس کروانا' بہت غور طلب مسائل ہیں اور تم اپنے طور پر اپنا فرض ادا کر رہے ہو۔ لیکن خدا کے لیے اتنی ٹینشن نہ لیا کرو۔"

"اور میں تو کہتا ہوں کہ تم جیسے دانش ور جو گیلی

لکڑی کی طرح سلگتے رہتے ہیں' یہ محض ناشکری کی علامت ہے۔ جب اپنا پیٹ بھرا ہوا ہو تو بندہ ادھر ادھر کے مسائل پر سوچ بھی سکتا ہے اور کڑھ بھی سکتا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کیا کرو اتنی اچھی بیوی ملی جو تم جیسے خبطی انسان کے ساتھ گزارا کر رہی ہے۔ اتنی پیاری بیٹی ہے۔ اگر گھریلو سکون نصیب نہ ہوتا تو کاہے کو ملک کے مسئلوں کو لے کر آدھی آدھی رات تک ٹہلتے سگریٹ پھونکتے۔" رضا بھی ان پر گرم ہوتے۔

"کہتے تو تم صحیح ہو۔" وہ بہت محبت سے آمنہ اور عینی کو دیکھتے۔

"ویسے آمنہ بھابھی! اپنے شوہر پر کڑی نگاہ رکھا کریں۔ کہتا تو یہ اپنے آپ کو بڈھا ہے لیکن اس کی ڈاک چیک کریں لڑکیاں مرتی ہیں اس پر۔" رضا انہیں چھیڑتے۔

"میری بیوی کو ورغلاؤ مت' یہ جانتی ہے میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔" سکندر ہنستے ہوئے ان سے مخاطب ہوتے۔

"جی! میں جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ میں دنیا کی واحد بیوی ہوں' جس کو لو میرج کرنے کے باوجود شادی کی پہلی رات یہ سننے کو ملا کہ تم میری دوسری محبت ہو۔" آمنہ مصنوعی خفگی دکھاتے ہوئے شکوہ کرتیں۔

سب ہنس پڑتے۔ جانتے تھے سکندر کی پہلی محبت کون ہے اور سکندر خان اپنی اسی پہلی محبت پر قربان ہو گئے تھے۔

بظاہر یہ ایک کار حادثہ تھا لیکن ان کے چاہنے والوں کو یقین ہی نہ آسکتا تھا کہ یہ ایک اتفاقی حادثہ ہے۔ جس انداز میں ان کی کار کو ٹکر ماری گئی تھی۔ شفاف تحقیقات کی جاتیں تو شاید ملکی سطح پر ایک بڑے کرپشن اسکینڈل کے مرکزی ملزمان تک کھرے جا ملتے رضا اور احد نے تو سازش بے نقاب کرنے کی بہتیری کوشش کی لیکن آمنہ نے ساتھ نہ دیا۔

"رضا بھائی! میں اپنا سہاگ کھو چکی ہوں' مزید کچھ کھونے کی ہمت نہیں۔" وہ غموں سے چور چور تھیں۔

پھر کچھ ہی عرصے بعد وہ اپنے والد کے پاس ابوظہبی چلی گئی تھیں ایک ہنستا بستا گھر یوں اجڑا تھا جیسے کبھی روئے زمین پر اس کا وجود ہی نہ تھا۔ رضا نے بچھڑے دوست کی یادوں کو ہمیشہ سینے سے لگائے رکھا۔

زندگی یوں ہی اپنی ڈگر پر چلتی رہی۔ کبھی مذاق مذاق میں ایک دوسرے کو بڈھا کہنے والے سچ مچ بوڑھے بوڑھے سے لگنے لگے لیکن جب اولاد جوان اور سعادت مند بھی ہو تو بوڑھے وجود میں بھی جوانوں جیسی توانائیاں بھر جاتی ہیں۔ ان کا اثاثہ ان کا بیٹا ہادی رضا ان کی ساری ذمہ داریاں بخوشی اپنے کندھوں پر منتقل کر چکا تھا۔ چند برس پہلے اپنی رفیقہ حیات کو کھونے کے بعد دونوں باپ' بیٹا ہی ایک دوسرے کے لیے سب کچھ تھے۔

احد کے بچے بھی جوان ہو چکے تھے اور وہ بھی بہت قابل نکلے تھے لیکن احد بھی اولاد کی خوشیاں دیکھنے سے پہلے ہی دل کے دورے کے باعث دنیا سے منہ موڑ گئے۔

تین دوستوں کی تکون تو کب کی ٹوٹ چکی تھی' لیکن اتنے پیاروں کی جدائی کا صدمہ سہنے کے بعد رضا کا خود بھی زندگی پر سے اعتبار اٹھنے لگا تھا۔ وہ جلد از جلد ہادی کا گھر بسا کر اس کی خوشیاں دیکھنا چاہتے تھے اور ویسے بھی عملی زندگی کی ذمہ داریوں سے فراغت پا کر ان کے پاس کرنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔ پوتے' پوتیاں کھلانے کی خواہش ہر گزرتے دن کے ساتھ قوی سے قوی تر ہوتی جا رہی تھی' لیکن ہادی تھا کہ ہمیشہ سنی ان سنی کر دیتا۔ رضا جانتے تھے کہ وہ اپنے لیے لڑکی پسند کرنے کی فرصت بھی نہیں نکال پائے گا' سو یہ ذمہ داری انہوں نے از خود اپنے کندھوں پر منتقل کر لی' لیکن سچ تو یہ تھا کہ بیسیوں لڑکیوں کو اس نظر سے دیکھنے کے باوجود کوئی بھی لڑکی انہیں اپنے قابل بیٹے کے قابل نہ لگی' وہ بہت سلجھا ہوا شخص تھا اور یقیناً "کسی بہت پیاری اور سلجھی ہوئی لڑکی کا حق دار تھا۔ اپنی تلاش میں ناکام ہونے کے بعد جب وہ مایوس ہونے

لگے تو قدرت ان کی مدد کو آئی۔

پندرہ برس بعد ان کے عزیز از جان دوست کی بیٹی ان کے سامنے تھی۔ سنعیہ سکندر خان، جو ان سب کی پیاری عینی تھی۔

کل کی بات لگتی تھی، جب وہ سرخ و سپید رنگت والی گول مٹول سی بچی جو اپنے رضا انکل کے کندھے سے جھول کر اپنی فرمائشیں پوری کراتی تھی۔ اپنے جگری دوست کی بیٹی کو، اس کی نشانی کو اتنے برسوں بعد اپنے سامنے دیکھ کر ان کی آنکھوں کے سامنے برسوں پرانے منظر پھرنے لگے تھے۔ کتنی بڑی، کتنی پیاری ہو گئی تھی، اس کی شخصیت میں وہی وقار اور تمکنت تھی جو ان کے بچھڑے دوست کی شخصیت کا خاصہ تھی۔

ابوظہبی میں اتنے برس گزارنے کے بعد آمنہ بیٹی کو لے کر بالآخر وطن لوٹ آئی تھیں۔ ان کے شفیق والد طبعی عمر گزار کر اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ بھائی اپنی اپنی دنیاؤں میں مگن تھے۔ والد اپنی جائیداد کا بڑا حصہ بیٹی اور نواسی کے نام منتقل کر گئے تھے۔ جس کی وجہ سے بھائیوں کے رویے میں مزید بیگانگی اتر آئی تھی۔ اجنبی سرزمین ہر گزرتے دن کے ساتھ اجنبی ترین ہوتی جا رہی تھی، پھر عینی تھی جس کو وطن کی محبت وراثت میں ملی تھی۔ جیسے جیسے وہ شعور سنبھالتی گئی، وطن واپسی کا مطالبہ زور پکڑتا گیا۔ آخر عینی کی ضد اور حالات کے جبر کے تحت آمنہ پھر پاکستان آ گئی تھیں۔ والد کے ترکے میں ملے ہوئے مکان میں منتقل ہونے اور از سر نو اس سرزمین پر سیٹ ہونے میں انہیں کس قدر دشواری کا سامنا کرنا پڑتا، اگر احد کی بیگم نوشابہ، ان کے بچوں اور خصوصاً" رضا صاحب کا تعاون شامل حال نہ ہوتا۔

رضا نے ہادی سے ان کی آمد چھپائی تو صرف اور صرف سنعیہ کی ضد کی وجہ سے۔ وہ سکندر کے حوالے کے بغیر اپنی صلاحیتیں منوانا چاہتی تھی اور رضا اس پیاری سی بیٹی کی بات ٹال نہ سکے۔ اس روشن پیشانی والی بچی کو انہوں نے تصور ہی تصور میں کئی بار ہادی کے پہلو میں کھڑا کر کے دیکھا تھا اور ہر بار یہ خوش کن تصور ان کے دل کو بے پناہ مسرتوں سے ہمکنار کر دیتا۔ وہ اگر سکندر کی بیٹی نہ ہوتی تب بھی ایک آئیڈیل لڑکی تھی اور اب تو اس کی ذات سے جڑا حوالہ ہی اتنا مضبوط تھا کہ انہیں اپنے عزیز بیٹے کے لیے اس سے زیادہ موزوں اور کوئی نہ لگتی۔ انہیں ہادی کی توجہ اس کی جانب مبذول کروانے کے لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔ وہ اتنی پیاری شخصیت رکھتی تھی کہ ہادی کا دل بھی خود بخود اس کی طرف کھنچنے لگا تھا اور اب وہ موقع آن پہنچا تھا کہ رضا ہادی کو حقیقت حال سے باخبر کر دیتے کہ وہی ہوا، جس کا انہیں خدشہ تھا۔

احد کے بیٹے ہمایوں کی شادی میں ہادی پر حقیقت کھل گئی تھی، وہ خفا تھا۔ بے حد خفا اور یہ خفگی اس کا حق بھی تھی، لیکن رضا جانتے تھے کہ یہ عارضی خفگی بہت جلد دور ہو جائے گی اور اگلی صبح ناشتے کی میز پر انہوں نے بیٹے کو منانے کا آغاز کر دیا تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اتنے عرصے تک آپ نے اس کی شناخت مجھ سے چھپائے رکھی، آخر کیوں بابا!" بہت دیر تک خاموشی سے منہ پھلائے رکھنے کے بعد آخر اس کی خفگی پر افسوس کا رنگ غالب آ گیا تھا۔

"مجبوری تھی یار! اس نے تمہارے اخبار کو جوائن کرنے کی واحد شرط یہی رکھی تھی اور میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ میرے مرحوم دوست کی واحد نشانی کسی مشکل یا مصیبت میں گرفتار ہو۔ وہ جذباتی ترین شخص کی اولاد ہے اور بالکل اپنے باپ کا پرتو۔ میں اسے کہیں اور کیسے بھیج سکتا تھا اور پھر جلد یا بدیر تمہیں پتا لگنا ہی تھا۔ میں نے سوچا، چلو اس بہانے تمہاری یادداشت کا امتحان ہو جائے۔"

"جی، اور بری طرح فیل ہو گیا ہے آپ کا بیٹا یادداشت کے اس امتحان میں۔" وہ چڑ گیا۔ بابا جان ہنس پڑے تھے۔

"بالکل بدل گئی ہے بابا!" اس نے اپنی حیرت کا اظہار کیا تھا۔

"بہت پیاری ہو گئی ہے نا۔" وہ شرارت سے مسکرائے۔

"پیاری تو خیر بچپن میں بھی بہت تھی۔" اس نے ان کی شرارت بھری نگاہیں قصداً" نظر انداز کی تھیں۔

"پھر اس پیاری لڑکی کی ماں سے بات کر لوں تمہارے لیے؟" وہ گھما پھرا کر بات وہیں لے آئے، ہادی ہنس پڑا تھا۔

"آپ ہتھیلی پر سرسوں جما کر دم لیں گے بابا! ابھی مجھے تھوڑا سا تو وقت دیں، اس شاک سے سنبھلنے دیں کہ سنعیہ در حقیقت عینی ہے۔ آمنہ آنٹی اور سکندر انکل کی عینی۔ جس کو بچپن میں دیکھا کرتا تھا، تب وہ دو پونیاں بنائے فراک پہنے گڑیا سے کھیلتی تھی۔ ذہن کو یہ ساری صورت حال قبول کرنے کے لیے ذرا سا تو وقت دیں۔" وہ رسانیت سے بولا۔

"اب ایسی بھی کوئی انوکھی صورت حال نہیں ہے جس کو تمہارا ذہن قبول نہیں کر رہا، لیکن چلو خیر جیسے تمہاری مرضی۔" بابا نے گویا ہتھیار ڈال دیے تھے۔

☼ ☼ ☼

"اور سنائیے رضا بھائی! اب آپ ہادی کی شادی کے لڈو کب کھلا رہے ہیں۔" نوشابہ آنٹی بابا سے مخاطب تھیں۔ آج ہمایوں کا ولیمہ تھا۔ تقریب میں سب ہی شریک تھے، جب نوشابہ نے رضا کی توجہ اس جانب مبذول کروائی۔

"کیا پوچھتی ہیں بھابھی! کب سے اس نالائق پر زور ڈال رہا ہوں میری مانے بھی تو۔ مجھے تو لگتا ہے اپنے دوستوں کے پاس جانے کی باری بس آنے والی ہے۔ پوتے، پوتیاں کھلانے کی خواہش لیے ہی رخصت ہو جاؤں گا۔" انہوں نے زبردستی کے جذبات خود پر طاری کیے۔

"کیسی باتیں کرتے ہیں رضا بھائی! اللہ آپ کو سلامت رکھے اور اولاد کی خوشیاں دکھائے۔" سب سے پہلے آمنہ ہی اس جذباتی گفتگو کے اثر میں آئیں۔

"رضا بھائی کہہ ٹھیک رہے ہیں۔ بچے ہمارے سمجھانے میں کب آتے ہیں۔ ہمایوں کو دیکھیے پچھلے تین چار سال سے اس کے پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ شادی کے لیے ہاں کر دے۔ ہمیشہ ٹال مٹول کرتا رہا، لیکن جب خود کو لڑکی پسند آ گئی تو تین مہینے بھی صبر نہ ہو سکا۔ جھٹ پٹ شادی کروا لی۔" نوشابہ کے لہجے میں ہلکا سا گلہ جھلک رہا تھا۔

ہادی کو ہنسی آ گئی، دل ہی دل میں ہمایوں کی بیوی پر ترس بھی آیا۔ نوشابہ آنٹی ذرا تیکھے مزاج کی خاتون تھیں۔ آثار بتاتے تھے کہ وہ ٹھیک ٹھاک قسم کی ساس ثابت ہوں گی۔

"بس بھابھی! بچے دیکھتے ہی دیکھتے بڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کے اپنے فیصلے، اپنی پسند، اپنی مرضی چلتی ہے۔" بابا جان نے بھی نوشابہ آنٹی کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

"واقعی بچے تو دیکھتے ہی دیکھتے بڑے ہو جاتے ہیں۔" نوشابہ آنٹی نے ان کی تائید کی اور اسی لمحے ان کی نگاہ کچھ فاصلے پر کھڑی سنعیہ پر پڑی تھی، ان کے لبوں پر پیار بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اور بچیاں دیکھتے ہی دیکھتے کتنی پیاری ہو جاتی ہیں۔ ماشاء اللہ اپنی عینی کو دیکھیے۔" نوشابہ آنٹی کے کہنے پر سب نے ہی اس جانب دیکھا تھا۔

ہادی کی اس سے آج سلام دعا ہو چکی تھی۔ کچھ دیر آمنہ آنٹی اور بابا کے پاس بیٹھنے کے بعد اسے تانیہ نے اپنی دوستوں سے ملوانے کے لیے بلا لیا تھا۔ اب بھی وہ تانیہ کی کزنز اور دوستوں کے پاس کھڑی تھی۔ ہادی چند لمحوں کے وقفے سے نگاہیں اس کی طرف اٹھانے پر خود کو مجبور پاتا تھا۔ اس کے چہرے پر کتنی ملائمت، کتنی معصومیت، کتنی پاکیزگی تھی۔ پتا نہیں وہ باقی لڑکیوں سے واقعی مختلف تھی یا صرف اسی کو لگ رہی تھی، لیکن اب نوشابہ آنٹی بھی تو کچھ اسی قسم کی بات کر رہی تھیں۔ وہ واقعی سب سے پیاری، سب سے مختلف تھی۔ سنعیہ پر ایک اور نگاہ ڈالنے کے بعد ہادی کو اعتراف کرنا پڑا تھا۔

"اور ہاں آمنہ بھابھی! اس روز مہندی کی تقریب

میں تو آپ آئی نہیں تھیں' میں آپ کو بتانا بھول گئی کہ اپنی مسز بیگ' بہت دلچسپی لے رہی تھیں عینی میں۔ آج ابھی تک وہ نظر نہیں آئیں' ورنہ میں ملواتی آپ کو ان سے' کیا ہینڈسم ہے ان کا بیٹا' سی ایس ایس کر کے فارن سروس میں گیا ہے' اسی کے لیے لڑکی ڈھونڈتی پھر رہی ہیں' کوئی ایسی ویسی لڑکی تو ان کی ناک کے نیچے آتی بھی نہیں' لیکن اپنی عینی....."

نوشابہ آنٹی جانے کیا کچھ بتا رہی تھیں' ہادی نے بے چین ہو کر پہلو بدلا' اسی لمحے بابا پر نگاہ پڑی' وہ بھی آنکھوں میں خفگی سموئے اسی کو تک رہے تھے۔ واقعی مزید دیر کرنا مناسب نہ تھا' وہ دل ہی دل میں بابا کی بات سے متفق ہو گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"پلیز بابا! مجھے دو چار دن کی مہلت مزید دے دیں' اس سے پہلے آپ آمنہ آنٹی سے بات کریں' میں خود ایک بار سنعیہ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ اتنا عرصہ باہر رہی ہے' وہاں کسی دوست' اپنے کسی کزن سے اس کی کوئی کمٹمنٹ تو نہیں۔"

گھر آ کر حسب توقع بابا نے یہ ہی موضوع چھیڑا تھا' جب اس نے رسانیت سے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ذرا سی مہلت چاہی تھی۔

"تم اس پر شک کر رہے ہو' وہ بچی ہرگز ایسی نہیں۔" بابا جان کو غصہ آ گیا تھا اور ان کی بات سن کر اسے ان سے زیادہ غصہ آ گیا تھا۔

"کیسی بات کر رہے ہیں آپ بابا۔ میں اس پر شک نہیں کر رہا' محض اپنا اطمینان چاہ رہا ہوں کہ کہیں انجانے میں سنعیہ کے ساتھ زیادتی نہ ہو جائے۔ آمنہ آنٹی آپ کے احترام اور لحاظ میں یہ رشتہ جوڑ دیں' جبکہ سنعیہ اس پر راضی نہ ہو۔ شادی زندگی بھر کا بندھن ہے اور یہ معاملے یکطرفہ پسندیدگی سے طے نہیں کیے جاتے۔"

"اچھا بابا' کرلو اپنی تسلی' لیکن جو کچھ پوچھنا ہے جلد پوچھ ڈالو۔" اگر بیگ صاحب نے اپنے بیٹے کے لیے پیام ڈال دیا تو آمنہ بھابھی سوچ میں پڑ جائیں گی' بہت قابل اور لائق ہے ان کا بیٹا۔" بابا جان نے اسے جتایا۔

"میں بھی کچھ اتنا نالائق نہیں سر۔" وہ کچھ خفا ہو گیا' بابا جان ہنس پڑے تھے۔

☼ ☼ ☼

اور دو' چار دن کی مہلت گزرے بھی چار' چھ دن ہو چکے تھے۔ وہ اب تک سنعیہ سے اس موضوع پر بات نہ کر پایا تھا' روز آفس میں آمنا سامنا ہوتا تھا' لیکن اتنا خود اعتماد سا بندہ اس معاملے میں خود کو لاچار پاتا تھا۔ دل میں مضمون باندھنے لگتا' مگر سنعیہ کے صبیح چہرے پر نظر پڑتے ہی الفاظ گم ہو جاتے۔

بابا کئی بار استفسار کر چکے تھے اور وہ خجالت سے سر کھجا کر رہ جاتا' لیکن آج اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا' چاہے کچھ بھی ہو جائے' وہ سنعیہ سے دو ٹوک بات کرے گا اور جانے وہ کیا پوچھنے آئی تھی کہ ہادی نے اسے روک لیا۔

"رکیے سنعیہ! مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔"

"جی سر! کہیے۔" وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"شاید آپ کو لگے کہ میں پرسنل ہو رہا ہوں' لیکن اگر آپ کچھ دیر کے لیے بھول جائیں کہ میں آپ کا باس ہوں' اگرچہ آپ نے صرف یہ ہی تعلق استوار کر رکھا ہے' پھر بھی ہمارے فیملی ٹرمز نظر رکھے جائیں تو میں ایک انتہائی ذاتی نوعیت کا سوال پوچھنا چاہوں گا۔" اس نے بے ربط سی تمہید باندھی۔

"پوچھیے سر!" وہ ذرا سا مسکرائی تو ہادی کی ہمت بندھی تھی۔

"آپ کہیں کمیٹڈ تو نہیں؟" اس نے پوچھ ہی لیا۔ سنعیہ نے فوراً" نفی میں گردن ہلا دی۔ چند لمحوں کے لیے ہادی کو اگلی بات نہ سوجھ سکی۔

"اب میں جاؤں سر؟" سنعیہ نے کچھ لمحوں کے انتظار کے بعد پوچھ ڈالا۔

"سنعیہ! ہر انسان کے ذہن میں لائف پارٹنر کے لیے ایک خاکہ ہوتا ہے' آپ کے ذہن میں کوئی خاص سوچ' کوئی خاکہ....." ہادی نے سنعیہ کا سوال سنی ان سنی کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں سر! میں نے کبھی اس بارے میں سوچا ہی نہیں۔" اس نے سادگی سے جواب دیا تھا۔ ہادی نے ہنکارا بھرا۔ چند لمحوں کے لیے دونوں کے بیچ پھر خاموشی در آئی تھی۔ سنعیہ اس کے اگلے سوال کی منتظر تھی۔

"یہ جاب آپ کا پیشن ہے سنعیہ۔ ایم آئی رائٹ؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"ایبسلیوٹلی رائٹ سر۔" مختصر جواب آیا۔

"کوئی ایسا شخص جس کی ہمراہی میں آپ قلم سے تعلق توڑے بغیر....."

وہ جانے کس بات کی تمہید باندھ رہا تھا۔ مدھم سی مسکراہٹ نے سنعیہ کے لبوں کا احاطہ کر لیا۔ ہادی کی زیرک نگاہوں سے وہ مسکراہٹ پوشیدہ نہ رہ پائی تھی' اس سے پہلے وہ کسی قسم کا استفسار کرتا' سنعیہ نے اپنا گود میں دھرا ہاتھ اس کے سامنے کیا تھا۔ بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں خوب صورت سی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔ چند لمحوں کے لیے ہادی کا دماغ الجھ گیا۔

"کل شام رضا انکل ہمارے گھر آئے تھے۔ کچھ دن پہلے انہوں نے امی کے سامنے آپ کا پرپوزل پیش کیا تھا اور کل شام میری رضامندی جان لینے کے بعد انہوں نے مجھے یہ انگوٹھی پہنا دی۔" اس نے اطمینان سے آگاہ کرتے ہوئے ہاتھ دوبارہ پیچھے ہٹا لیا۔ ہادی کی باقی ماندہ ساری تمہیدیں دھری کی دھری رہ گئی تھیں۔

"اب میں جاؤں سر؟" وہ بظاہر سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"جی۔" ہادی اس کے علاوہ کیا کہہ سکتا تھا۔

☼ ☼ ☼

"بہت دیر سے آئے بیٹا! آج صابر نے کمال کر دیا' ایسا شاندار ڈنر تیار کیا ہے کہ کھاؤ گے تو انگلیاں چاٹتے رہ جاؤ گے' بس جلدی سے فریش ہو جاؤ' میں کھانا لگواتا ہوں۔" آفس سے واپسی پر بابا اس سے مخاطب تھے۔

"بھوک نہیں ہے۔" اس نے سپاٹ سے انداز میں جواب دیا' بابا نے ذرا چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا بات ہے' کچھ خفا خفا سے لگ رہے ہو۔"

"کیوں' کیا خفا ہونے کا حق بھی نہیں مجھے۔" وہ مزید روکھا ہوا۔

"حق تو ہے' مگر وجہ بھی تو پتا چلے۔" بابا نے رسانیت سے پوچھا۔

"کل آپ آمنہ آنٹی کے ہاں گئے تھے۔"

"اوہ..." بابا کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' بیٹے کی خفگی کی ساری وجہ سمجھ میں آ گئی تھی۔

"ہاں بس اتفاقاً" کل شام وہاں چلا گیا تھا۔"

"اور اتفاقاً" ہی میرا رشتہ پیش کر دیا۔" اس نے ناراضی سے پوچھا۔

بابا نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گویا اس کے بات سے مکمل اتفاق ہو۔

"اور اتفاقاً" ہی آپ کی جیب سے انگوٹھی بھی برآمد ہو گئی' جو آپ نے جھٹ سے سنعیہ کی انگلی میں پہنا بھی دی۔" اس نے طنز کیا۔ بابا اس بار اپنی ہنسی نہ روک پائے۔

"اچھا تو ساری ناراضی اس بات پر ہے کہ انگوٹھی میں نے کیوں پہنائی۔" انہوں نے ہنستے ہوئے چھیڑا۔

"پلیز بابا ہنسیے مت' آپ کو نہیں پتا کہ آج مجھے آپ پر کتنا شدید غصہ آیا تھا۔ سنعیہ کو اپنے آفس بلا کر آدھے گھنٹے تک بات کی تمہید باندھتا رہا اور آخر میں اس نے مزے سے اپنا انگوٹھی والا ہاتھ آگے کر کے دکھا دیا۔ سخت چغد محسوس کر رہا تھا' میں اس وقت اپنے آپ کو۔" اسے وہ وقت یاد کر کے نئے سرے سے خفت محسوس ہوئی تھی۔

"غلطی واقعی میری ہے' لیکن تم خود سوچو میں کب تک تمہارے آسرے پر بیٹھا رہتا' وہاں مسز بیگ باقاعدہ رشتہ مانگنے آنے والی تھیں اور تمہیں سنعیہ کی

رضامندی درکار تھی۔ اس کی رائے جانے بغیر تم کوئی فیصلہ نہ کرپارہے تھے' تو بس اس کی رائے میں نے جان لی۔ اس نے آمادگی دکھائی' تب ہی انگوٹھی پہنا کر آیا ہوں اسے۔" بابا نے اسے تسلی دی تھی۔

"بڑی مہربانی آپ کی۔" وہ جل کر بولا تھا۔

"اچھا اب چہرے کے بگڑے زاویے درست کرلو' تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ سب کچھ اتنی آسانی سے ہوگیا' لوگوں کو پسند کی لڑکی سے شادی کرنے کے لیے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔"

"جی' کیونکہ سب کے بابا آپ کی طرح کوآپریٹو جو نہیں ہوتے۔" اس بار وہ بھی ہنس پڑا تھا۔

کچھ بھی تھا سنعیہ کا خود سے منسوب ہونے کا تصوّر اتنا خوش کن تھا کہ زبردستی کی طاری کی گئی خفگی رخصت کرنی پڑ گئی' بابا نے بھی اس کی بات سن کر جاندار قہقہہ لگادیا تھا۔

☼ ☼ ☼

آمنہ آنٹی نے آج ہمایوں اور اس کی نئی نویلی دلہن کے اعزاز میں ڈنر کا اہتمام کیا تھا' احد انکل کی فیملی کے ساتھ بطور خاص اسے اور بابا کو بھی انوائٹ کیا تھا۔ بات طے ہونے کے بعد وہ پہلی بار آمنہ آنٹی سے ملنے جارہا تھا۔ اپنی ڈریسنگ پر آج اس نے خصوصی توجہ دی تھی' تیار ہوکر آیا تو بابا نے اسے محبت سے دیکھتے ہوئے توصیفی کلمات سے نوازا تھا۔

"آپ کا بیٹا ہوں' ڈیشنگ تو لگنا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے تعریف وصول کی۔

آمنہ آنٹی کے ہاں پہنچا تو انہوں نے بہت محبت سے پیشانی چوم کر دعا دی تھی۔

"تقریب کے دولہا تو تم لگ رہے ہو۔" ہمایوں نے بھی اسے دیکھتے ہی ہنس کر چھیڑا تھا۔

وہ مسکرا کر رہ گیا۔ متلاشی نگاہیں سنعیہ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ آخر کولڈ ڈرنکس پیش کرنے کے لیے وہ نمودار ہو ہی گئی۔ ہلکے رنگ کے اسٹائلش سوٹ میں وہ اپنے معمول کے سادہ سے حلیے کے برعکس کچھ مختلف اور بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"السلام علیکم سر۔" نگاہوں کا تصادم ہوا تو سنعیہ کو سلام کرتے ہی بنی ورنہ اس کی مسکراتی نگاہوں سے آج وہ کچھ کنفیوز ہورہی تھی۔

"ابھی بھی سر! حد ہے عینی!" ہمایوں نے اسے ٹوکا۔

"ہمایوں بھائی پلیز!" اس نے آنکھوں میں التجا سمو کر اسے دیکھا گویا مزید چھیڑ چھاڑ سے باز رکھنا چاہ رہی ہو' لیکن آج تو سب ہی بہت موڈ میں تھے۔ ہمایوں' اس کی بیوی ردا جو چند ملاقاتوں میں ہی سنعیہ کی بہت اچھی دوست بن چکی تھی۔ اور تو اور اس سے چند برس چھوٹی تانیہ بھی۔ سب ہی مستقل ہلکے پھلکے انداز میں دونوں کو چھیڑنے میں لگے ہوئے تھے۔

ہادی تو خیر یہ سب بہت انجوائے کررہا تھا۔ مگر سنعیہ کی جان پر بن آئی تھی۔ کہاں پرسوں آفس میں وہ گھبرایا گھبرایا سا تمہیدیں باندھ رہا تھا اور سنعیہ لطف لے رہی تھی' لیکن آج معاملہ بالکل برعکس تھا' وہ آفس والا سنجیدہ مزاج سا ہادی تو لگ ہی نہ رہا تھا۔ اس کی لو دیتی آنکھیں مسلسل سنعیہ کو گھیرے ہوئے تھیں۔ بہت حاضر جوابی سے وہ ہمایوں وغیرہ کے فقرے لوٹا رہا تھا' بڑوں کی محفل دوسرے کمرے میں جمی تھی' شاید اسی لیے سب اتنے پھیل رہے تھے۔

اللہ اللہ کرکے ڈنر اختتام کو پہنچا تھا اور وہ جو سوچ رہی تھی کہ مہمان بس اب رخصت ہوا چاہتے ہیں' رضا انکل نے ایک اور شوشا چھوڑدیا۔

"آج سب لوگ اکٹھے ہیں' آمنہ بھابھی کیا خیال ہے' منگنی کی باضابطہ رسم نہ ادا کرلی جائے۔" اس نے حیرانی سے انہیں دیکھا ابھی چار دن پہلے تو وہ اس کی انگلی میں انگوٹھی پہنا کر گئے تھے' لیکن آمنہ نے بھی اقرار میں سر ہلا کر خوش دلی سے رضامندی دے دی تھی۔

"لیکن انکل۔" وہ اپنی جیب میں ہاتھ ڈال ایک اور نفیس سی انگوٹھی برآمد کرچکے تو اس نے ہچکچا کر ان سے کچھ کہنا چاہا۔

"عینی آپی! آپ کو کیا اعتراض ہے' بیٹھے بٹھائے دو

قیمتی انگوٹھیوں کی مالک بن رہی ہیں۔" تانیہ نے اس کی بات شروع ہونے سے پہلے ہی کاٹ دی۔

"ہاں عینی! ایک ہی بندے کے نام کی دو انگوٹھیاں پہننا شرعی اور قانونی طور پر جائز ہے۔" ہمایوں نے بھی مسکراہٹ دباتے ہوئے چھیڑا۔

"آؤ ہادی! وہاں کھڑے کیا منہ دیکھ رہے ہو۔" رضا صاحب نے بیٹے کو پکارا۔

"جی بابا۔" وہ فرماں برداری کے ریکارڈ توڑتا قریب آیا تھا۔

انہوں نے اسے انگوٹھی تھماتے ہوئے سنعیہ کے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ اس کی تو جیسے دلی مراد بر آئی تھی۔ سنعیہ کو گردن جھکانے کے سوا کوئی چارہ نہ بچا تھا۔ ہادی کے کلون کی مہک اطراف میں پھیل گئی تھی۔ وہ اس کے بالکل قریب بیٹھ چکا تھا۔ تانیہ موبائل ہاتھ میں پکڑے ان کے بالکل سامنے تصویر اتارنے تیار بیٹھی تھی، لیکن اس کے بار، بار کہنے کے باوجود سنعیہ سے گردن نہ اٹھائی گئی۔

"شرماتے ہوئے اچھی لگ رہی ہیں آپ۔" ہادی نے دھیرے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی پہناتے ہوئے سرگوشی کی تھی۔

مبارک سلامت کا شور مچ گیا تھا۔ سنعیہ دل کی دھڑکن سنبھالنے میں ناکام ہوئی جا رہی تھی۔ محض چند دن پہلے جب رضا انکل ہادی کا پروپوزل لے کر آئے تھے تو آمنہ کی بے پناہ خوشی اور طمانیت دیکھ کر اس نے ہاں کر دی تھی۔ اس کے دل کے اوراق بالکل کورے تھے، ماں اس کے مستقبل کے حوالے سے کتنی پریشان رہتی تھی، وہ بخوبی آگاہ تھی، پھر زندگی کسی نہ کسی کے ساتھ تو بسر کرنی تھی۔ ہادی دیکھا بھالا تھا۔ اتنے دن اس کے ساتھ گزارنے کے بعد بھی اس کی شخصیت کی کوئی ایسی خامی سامنے نہ آئی تھی، جس کو بنیاد بنا کر وہ انکار کرتی، پھر اس کی سب سے بڑی اضافی خوبی یہ تھی کہ وہ رضا انکل کا بیٹا تھا۔ رضا انکل جو اس کے پاپا کے عزیز ترین دوست تھے اور پاپا کے حوالے سے ہی وہ اسے کتنا عزیز رکھتے تھے، بالکل ایک شفیق کی باپ کی طرح۔ سنعیہ نے ماں کے فیصلے پر دل کی آمادگی کے ساتھ سر جھکایا تھا، لیکن چار دنوں میں ہی دل کی آمادگی بڑھ کر پسندیدگی بن گئی تھی اور اب ہادی کے پہلو میں بیٹھے بیٹھے تو دل دھڑک کر ایسے شور مچا رہا تھا کہ وہ خود بھی حیران تھی، شاید جب سے اس نے ہادی کی آنکھوں میں اپنے لیے مچلتے جذبے دیکھے تھے تو دل کے کورے کاغذ پر محبت کی تحریر ابھرنے لگی تھی، کچھ بھی تھا وہ خوش تھی اور بے انتہا مطمئن۔

☼ ☼ ☼

وہ جانے اس سے کیا معاملہ ڈسکس کرنے آئی تھی، لیکن ہادی کی متبسم نگاہیں مسلسل اس پر مرکوز تھیں۔ پتا نہیں وہ دھیان سے اس کی بات سن بھی رہا تھا یا نہیں۔

"آپ مجھے کنفیوز کر رہے ہیں سر!" آخر اس نے روہانسی ہو کر اسے ٹوک ہی دیا۔

"میری بات سنو سنعیہ، اگر آئندہ تم نے مجھے سر کہا تو میں یہ پیپر ویٹ اٹھا کر تمہارے سر پر دے ماروں گا۔" وہ ایک دم سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔ وہ بے چارگی سے بس اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"اچھا بتائیے کیا پوچھ رہی تھیں۔" ہادی کو جیسے اس پر ترس آگیا۔ سنعیہ نے سکون کا سانس لیتے ہوئے دوبارہ مسئلہ اس کے گوش گزار کیا تھا۔

"تم نے میری پہنائی ہوئی انگوٹھی کیوں اتار دی۔" وہ چپ ہوئی تو ہادی نے پوچھا تھا، اس بار سنعیہ کا جی چاہا اس کا یا اپنا کسی ایک کا سر پیٹ لے۔

"اچھا سوری بھئی، ویسے ہی ایک بات پوچھ لی تھی، ناراض کیوں ہو رہی ہو۔" ہادی کو اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہنسی آگئی تھی۔

"ہادی! پلیز آفس کے ڈسپلن کا خیال رکھیں اور جہاں تک انگوٹھیوں کی بات ہے تو میں بیک وقت دو انگوٹھیاں پہن کر آفس نہیں آسکتی، باری لگا لوں گی۔ آج رضا انکل والی انگوٹھی پہنی ہے، کل آپ والی پہن آؤں گی۔" اس نے کچھ خفگی، کچھ سنجیدگی سے جواب دیا تھا اور پہلی بار اس کے لبوں سے اپنا نام سن کر ہادی کا دل خوشی سے جھوم اٹھا تھا، لیکن سامنے بیٹھی لڑکی کے تیور اتنے خطرناک سے تھے کہ خوشی کے اظہار کو دل میں دباتے ہوئے اسے سنجیدگی سے اس کی بات سننی پڑی تھی، اگرچہ دل آفس کی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہ تھا۔ مگر دماغ کے ڈانٹنے پر دل کو اپنی ہی باتیں کرنے کی خواہش سے دستبردار ہونا پڑا تھا۔

☼ ☼ ☼

آج بہت دنوں بعد آفس میں ماہین ہمدانی کی آمد ہوئی تھی۔ کچھ عرصے تک وہ میگزین ایڈیٹر کے طور پر یہاں کام کر چکی تھی۔ اس کے والد ریٹائرڈ بیورو کریٹ تھے۔ وہ ان کی اکلوتی بیٹی تھی۔ جتنا عرصہ یہاں کام کیا کام سے زیادہ ہادی میں دلچسپی لیتی رہیں موصوفہ۔ ہادی کے خشک رویے سے دل برداشتہ ہو کر اس نے نوکری ہی چھوڑ دی تھی۔ آج کل ایک نجی چینل پر فیشن اور اسٹائل پر ایک پروگرام کی میزبانی کر رہی تھی اور اس وقت بھی وہ جس طرح ٹائٹ جینز پہنے، ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ہادی کے عین سامنے براجمان تھی، تو وہ سوچے بنا نہ رہ پایا کہ اب وہ بالکل صحیح فیلڈ میں قسمت آزمائی کرنے گئی ہے۔

"بہت دن ہو گئے تھے آپ سے ملاقات کیے ہوئے۔ آج میری ریکارڈنگ کا آف تھا، میں نے سوچا، آج آپ سے ہائے ہیلو کر لی جائے۔"

"آپ کے آنے کا شکریہ! لیکن شاید میرا سیل نمبر ہے آپ کے پاس۔" اس نے بہت شائستگی سے باور کروا دیا تھا کہ ہیلو ہائے ٹیلی فون پر بھی کی جا سکتی تھی۔

ماہین ہمدانی نے واضح طور پر پہلو بدلا تھا۔ اس بندے کا یہی گریز، یہی رکھائی جہاں اس کے دماغ کا میٹر گھمانے کا باعث بنتی تھی، وہیں اس ناقابل حصول چیز کی کشش کچھ مزید بڑھ جاتی تھی۔

"نمبر، ہاں نمبر تو تھا میرے پاس لیکن جانے پرانی سم کہاں ڈال دی۔ دراصل فینز اتنا تنگ کرتے ہیں کہ آئے روز سم بدلنی پڑ جاتی ہے۔" اس نے تراشیدہ بالوں میں نزاکت سے انگلیاں چلاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں واقعی آج کل کی ینگ جنریشن کے پاس فالتو ٹائم بہت ہوتا ہے۔" ہادی نے سر ہلا کر جیسے اس کی بات کی تائید کی۔

اسی لمحے سنعیہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ ماہین ہمدانی سے کوئی شناسائی نہ ہونے کے باوجود سلام کر کے اخلاقیات نبھائی تھی، پھر ہادی سے کوئی بات پوچھی تھی۔ جتنی دیر تک سنعیہ اور ہادی نے بات کی تھی، ماہین مسلسل سنعیہ کا جائزہ لینے میں مصروف رہی تھی۔

"اتنے خوب صورت چہرے جانے اخبار کے دفتر میں کیا کر رہے ہیں۔" سنعیہ کے کمرے سے جانے کے بعد ماہین نے خود کلامی سی کی تھی۔ ہادی نے اس پر صرف ایک نگاہ غلط ڈالنے پر اکتفا کیا۔

"اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں اس لڑکی کو اپروچ کر لوں۔ ہمیں فریش چہروں کی بڑی تلاش رہتی ہے اور میرے پروگرام میں ایک سگمنٹ کچھ اسی ٹائپ کا ہے، ہم ایسے نئے چہرے سامنے لاتے ہیں جو گرومنگ کے بعد سپر ماڈل تک بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ لڑکی فیس اور فگر کے لحاظ سے مجھے بہت فوٹو جینک لگی ہے۔" ماہین ہمدانی نے اس بار اپنے مطلب کی ایک نارمل سی بات کی تھی، اسے ہرگز اندازہ نہ تھا کہ یہ بات ہادی کو اتنی ناگوار گزرے گی۔ اس کے ماتھے پر ابھرتی شکنیں ماہین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ پائی تھی۔

"آپ شاید مائنڈ کر گئے۔"

"میں نے تو کیا مائنڈ کرنا ہے، اگر یہ آفر آپ سنعیہ کو کرتیں تب آپ کو پتا چلتا کہ مائنڈ کرنا کسے کہتے ہیں۔" ہادی نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر طاری کرتے ہوئے اسے جتایا تھا۔

"ارے نہیں، یہ آپ کا وہم ہے ہادی! آپ کو کیا پتا کہ آج کل کی لڑکیاں ایسی آفرز کو کتنی خوش دلی سے قبول کرتی ہیں۔" ماہین نے اسے ہنستے ہوئے جھٹلایا تھا۔

"اپنے اپنے رجحان اور ذوق کی بات ہے ماہین! ضروری نہیں کہ ٹی وی اسکرین پر نظر آنا آپ کی طرح ہر لڑکی کا خواب ہو اور کم از کم سنعیہ کا تو ہرگز نہیں، اس کا انٹلیکچوئل لیول عام لڑکیوں سے بالکل مختلف ہے، مجھے تو زندگی میں پہلی بار اتنی جینئس لڑکی سے واسطہ پڑا ہے اور آپ کی نظر سے شاید کبھی سنعیہ کا کالم نہیں گزرا، ورنہ آپ کی رائے بھی مجھ سے مختلف نہ ہوتی۔"

ہادی نے کتنے آرام سے اسے یعنی ماہین ہمدانی کو جو ایک مشہور سیلیبریٹی بنتی جا رہی تھی کو عام لڑکیوں کی فہرست میں شامل کر دیا تھا۔ وہ تلملائے بغیر نہ رہ پائی تھی۔ لیکن چہرے پر یہ تلملاہٹ ظاہر نہ ہونے دی تھی، بلکہ ایک بہت دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجا کر ہادی کو مخاطب کیا تھا۔

"میں نے پہلی بار آپ کے منہ سے کسی لڑکی کی تعریف سنی ہے، خیریت تو ہے۔" اس نے معنی خیز انداز میں ہادی کو مخاطب کیا تھا، شاید مقصد اسے مزید تپانا تھا۔ لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب ہادی نے اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورنے کے بجائے مسکراہٹ سے نوازا تھا۔

"لڑکی اگر منگیتر بھی ہو تو اس کی تعریف کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے مس ماہین۔" وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا اور ماہین ہمدانی کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہونے میں ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ اس وقت رضا انکل کے کچن میں کھڑی اپنی ڈش کو اختتامی شکل دے رہی تھی۔ کتنی بار رضا انکل اس سے شکوہ کر چکے تھے کہ وہ کبھی بھی گھر نہیں آتی۔

"بیٹے اور کچھ نہیں تو کم از کم کبھی کبھار آ کر اس صابر کو ہی کچھ پکانا سکھا جایا کرو۔ جب تک تم رخصت ہو کر نہیں آتیں کھانا تو صابر کے ہاتھ کا ہی ہے، لیکن سچ کہوں تو جب سے آمنہ بھابھی اور تمہارے ہاتھ کا کھانا شروع کیا ہے، صابر کے کھانے مزید بدمزا لگتے ہیں، حلق سے نیچے ہی نہیں اترتے۔"

انکل کے کہنے پر وہ ہر بار مسکرا کر ہامی بھر لیتی، لیکن ابھی تک یہ وعدہ وفا کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ آفس کے بعد ہادی بھی سیدھا گھر ہی جاتا تھا اور اس کی موجودگی میں وہ وہاں جانے کی ہمت نہ کر پائی تھی۔ لیکن آج ہادی کا شیڈول ایسا تھا کہ وہ با آسانی رضا انکل سے ملنے جا سکتی تھی۔ ایک کتاب کی تقریب رونمائی میں شرکت کے بعد اس نے ایک ایم پی اے کے بھائی کی دعوت ولیمہ بھی اٹینڈ کرنی تھی، یعنی اس کی واپسی رات گئے متوقع تھی۔ اس نے آمنہ کو فون کر کے بتا دیا کہ آفس سے وہ سیدھی رضا انکل کے جائے گی۔

حسب توقع رضا انکل اس کی سرپرائز آمد پر بے پناہ خوش ہو گئے تھے۔ انہوں نے فوراً ہی صابر کو اس کے لیے پرتکلف سی چائے کے اہتمام کا آرڈر دیا تھا۔

"نہیں انکل! چائے کی بالکل طلب نہیں ہے، البتہ بھوک لگ رہی ہے۔ میں کچن میں جا کر کچھ مزے دار سا تیار کرتی ہوں، پھر دونوں مل کر ڈنر کریں گے۔" وہ مسکراتے ہوئے اٹھ گئی تھی۔

"میرے بیٹے کو جب علم ہو گا کہ میں نے آتے کے ساتھ ہی تمہیں کچن میں گھسا دیا تو خوب خفا ہو گا مجھ پر لیکن چلو خیر ہے، تمہارے ہاتھ کے مزے دار سے کھانے کے بعد اس کی ڈانٹ کھانا اتنا مہنگا سودا نہیں۔" انہوں نے سر ہلاتے ہوئے گویا اسے کچن میں جانے کی اجازت دی تھی۔

وہ ہنستے ہوئے کچن میں آ گئی۔ جو بے تحاشا شفقت اور محبت رضا انکل اس پر لٹاتے تھے کچھ اس کا بھی تو فرض تھا، انہیں خوش کرنا اور سچ تو یہ تھا کہ وہ خود ان سے بے حد محبت کرنے لگی تھی، وہ اسے پاپا کا دوسرا روپ لگتے تھے۔ ان کی تنہائی کا اسے بخوبی احساس تھا۔ اگر ہر گزرتے دن کے ساتھ مزید رومانٹک ہونے والے اپنے منگیتر کا خیال دامن گیر نہ ہوتا تو وہ ہر دوسرے تیسرے دن رضا انکل سے گپ شپ لگانے آ سکتی تھی۔ آفس سے بمشکل دس منٹ لگتے تھے

یہاں آنے میں لیکن ہادی کی موجودگی کی وجہ سے جھجک آڑے آ جاتی تھی۔ آج چونکہ ہادی کی غیر موجودگی یقینی تھی، سو وہ اطمینان سے یہاں آ گئی۔

ضرورت کی ہر چیز فریج سے برآمد ہو گئی تھی، صابر سے مسالوں وغیرہ کے بارے میں تھوڑی سی رہنمائی لے کر اس نے اسے بھی کچن سے بھیج دیا۔ بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹے، آستینیں موڑے وہ بہت مگن ہو کر کھانا پکا رہی تھی۔ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے میں رضا انکل پانچ، چھ بار آ کر کچن میں جھانک چکے تھے۔

"اتنی مزے کی خوشبو آ رہی ہے، کچھ چکھا ہی دو۔" ان کے منہ میں پانی بھر بھر آ رہا تھا۔

"آپ ڈائننگ ٹیبل پر جا کر بیٹھیں، میں ابھی کھانا لگاتی ہوں۔" اس نے انہیں اطمینان دلایا، لیکن دو منٹ بعد ہی قدموں کی چاپ دوبارہ سنائی دی۔ رضا انکل سے واقعی صبر نہ ہو رہا تھا، اسے ہنسی آ گئی۔

"یہ لیں جناب! کھانا واقعی تیار ہو گیا اور میرے حساب سے تو سب کچھ بالکل پرفیکٹ بنا ہے۔ اگر آپ کو بھی پسند آیا تو آپ سے منہ مانگی چیز لوں گی۔" اس نے بہت مان اور بے تکلفی سے انہیں مخاطب کیا تھا۔

"سب سے قیمتی چیز، میرا دل تو لے ہی چکی ہیں آپ، مزید کیا لینا چاہتی ہیں۔" متبسم لہجے پر اس نے فوراً مڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔ سینے پر ہاتھ لپیٹے بہت محبت بھری نگاہوں سے وہ اسے تک رہا تھا۔

"میں سمجھی رضا انکل ہیں۔" وہ قدرے بوکھلائی۔

"اگر رضا انکل ہوتے تو ان کا بھی تو چھ فٹ کا بیٹا اپنے قابو میں کر بیٹھی ہیں، اب اور کیا چاہیے؟"

"آپ کو تو اس ٹائم عطا الٰہی صاحب کی کتاب کی تقریب رونمائی میں موجود ہونا چاہیے تھا۔" اس نے ہادی کی بات جیسے سنی ہی نہیں۔

"خاتون! میرے آفس میں کام کرنے کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہیں آپ۔ میرا ٹائم ٹیبل اگر آپ کے علم میں ہوتا ہی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ میری غیر موجودگی غنیمت جان کر یہاں کا رخ کریں۔ آفس میں کوئی کام کی بات کرنے نہیں دیتیں اور اب گھر آئی ہیں تو وہ بھی چپکے سے۔"

"آپ کے شکوے میری سمجھ سے باہر ہیں ہادی!" سنعیہ کو ہنسی آ گئی۔

"بہت اچھا لگ رہا ہے، تمہیں یوں اپنے گھر میں دیکھ کر۔" ہادی نے بہت محبت اور محویت سے اسے دیکھا تھا۔

"اچھا بس اب راستہ دیں، انکل کو بہت بھوک لگی تھی، میں میز پر کھانا لگا رہی ہوں۔" سنعیہ نے اپنے دل کی منتشر ہوتی دھڑکن سنبھالی تھی۔

ہادی مسکراتے ہوئے ایک طرف ہٹ گیا، لیکن دل میں سوچ لیا تھا کہ بابا سے کہے گا کہ وہ اس پیاری سی لڑکی کو اس گھر میں مستقل طور پر لانے کا بندوبست کریں۔

☼ ☼ ☼

"پھر سنعیہ کیا سوچا ہے آپ نے؟ سوچ لیں ایسے گولڈن چانس بار بار نہیں ملتے۔" اپنے بالوں میں مخصوص اسٹائل سے انگلیاں چلاتے ہوئے یہ ماہین ہمدانی تھی جو اس وقت سنعیہ کے ڈرائنگ روم میں موجود تھی۔

"دیکھیں ماہین! میں فوری طور پر کوئی جواب نہیں دے سکتی، مجھے سوچنے کا ٹائم چاہیے۔" اس نے رسانیت سے کہا۔

"سوچنے کا ہی تو ٹائم نہیں ہے مس سنعیہ! ہمیں جلد از جلد ایک اینکر پرسن کی ضرورت ہے۔ صباحت گل کو ہم نے بمشکل دو، چار پروگراموں کے لیے روک رکھا ہے۔ مہینے کے آخر میں ان کا امریکہ جانا کنفرم ہے۔ آپ کے کالم کی تیکھی زبان، عوام میں اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور پسندیدگی ہمیں آپ کی طرف کھینچ لائی، ورنہ ایک چلتا ہوا پروگرام نئے ہوسٹ کو سونپنا بہت بڑا رسک ہے، لیکن ہم یہ رسک لینے کو تیار ہیں۔" ماہین ہمدانی کے ساتھ بیٹھے آصف شاہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔ وہ ٹی وی کا ایک مشہور

پروڈیوسر تھا۔
"آپ کی بات صحیح ہے، لیکن پھر بھی مجھے سوچنے کے لیے تھوڑا سا تو ٹائم چاہیے۔" وہ متذبذب تھی۔
"مس سنعیہ! میں آپ کو یہی تو سمجھا رہا ہوں۔" آصف شاہ نے دوبارہ کچھ کہنا چاہا تھا، لیکن ماہین ہمدانی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔
"اوکے سنعیہ! آپ اچھی طرح سوچ سمجھ لیں، ہمیں ایسی بھی کوئی ایمرجنسی نہیں۔" اس نے مسکراہٹ چہرے پر سجائی تھی۔ سنعیہ بھی سرہلاتے ہوئے مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

"میں تمہارے عشق میں ایسی بھی کوئی مری نہیں جا رہی تھی ہادی رضا! عام سے بندے تھے تم، میری نظر نے تمہیں خاص بنا دیا، لیکن ماہین ہمدانی اتنی عام نہیں تھی جتنی تم سمجھ بیٹھے۔ ہاں تمہیں حاصل کرنا چاہا تھا میں نے۔ تمہیں پانے کے لیے، اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے میں نے کوشش ضرور کی تھی، لیکن جانے تمہیں اپنی شخصیت، اپنی وجاہت پر کیسا زعم تھا کہ ماہین ہمدانی کی توجہ اور التفات کو تم نے درخور اعتنا نہ جانا۔ وہ عام سی لڑکی تمہارے لیے خاص الخاص بن گئی، جس کا انٹلیکچوئل لیول بہت بلند ہے اور وہ ان عام لڑکیوں سے بالکل مختلف ہے، ٹی وی اسکرین پر نظر آنا جن کا خواب ہوتا ہے۔ میرا خود سے وعدہ ہے ہادی رضا! کہ اس لڑکی پر تمہارا بے پناہ مان توڑ کر رہوں گی، چاہے اس کے لیے مجھے کوئی بھی حربہ آزمانا پڑے۔"

☼ ☼ ☼

"پھر بتائیے نا امی! آپ کا کیا خیال ہے۔" اس نے آمنہ کے سامنے ماہین ہمدانی کا پروپوزل رکھا تھا۔
"میں کیا بتاؤں بیٹا! تم اپنے رضا انکل اور ہادی سے مشورہ کر لو۔" آمنہ نے جو رائے مناسب سمجھی دے دی۔
"ظاہر ہے ان سے بھی مشورہ کروں گی، لیکن فی الحال تو میں یہ آفر قبول کرتے ہوئے خود بھی ڈبل مائنڈڈ ہو رہی ہوں، اخبار میں کالم لکھنا اور بات ہے اور کیمرے کا سامنا کرنا میرے لیے کافی مشکل کام ہے، پھر سوچتی ہوں کہ اپنے مقصد کے لیے الیکٹرونک میڈیا کی طاقت استعمال کرنے کا نادر موقع ہے۔ بابا کے زمانے میں میڈیا آزاد نہیں تھا، لیکن اب میڈیا بہت پاور فل ہے۔ خصوصاً" الیکٹرونک میڈیا اور میں اس کی پاور استعمال کرتے ہوئے حق اور سچ کی جنگ لڑنا چاہتی ہوں۔"
"کوئی ضرورت نہیں ہے عینی! تم اس لڑکی کو انکار کر دو۔ میں تو سوچ رہی تھی کہ سیدھا سا پروگرام ہو گا، سیاست دانوں سے انٹرویو وغیرہ کرنے ہوں گے، لیکن بی بی تمہارے ارادے تو خطرناک ہیں۔" آمنہ کے انداز پر اسے ہنسی آگئی تھی۔
"اُفوہ امی! محاورتاً" کہا ہے، ایسا بھی میں کوئی خودکش دھماکہ نہیں کرنے جا رہی۔"
"تمہارے پاپا بھی ایسے ہی محاورے بولتے تھے۔" آمنہ کی آنکھیں مرحوم شوہر کو یاد کر کے نم ہو گئی تھیں۔
"پاپا واقعی بہت جی دار تھے امی! جان ہتھیلی پر رکھ کر جینے والے، لیکن میں ہرگز بھی پاپا جتنی بہادر نہیں۔ شاید لڑکی ہوں اس لیے۔ جان سے زیادہ عزت پیاری ہے۔" اس نے گہرا سانس اندر کھینچا تھا۔
"اچھا جو بھی ہے، ہادی کی اجازت اور مرضی کے بغیر کچھ نہیں کرنا۔" آمنہ دور اندیش ماں تھیں۔
"آپ کیوں فکر کرتی ہیں۔ وہ واپس آجائیں ان سے پوچھ کر ہی فائنل فیصلہ کروں گی۔" اس نے ماں کو تسلی دی۔ ہادی آج کل ایک سرکاری ڈیلی گیشن کے ساتھ ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اس کی واپسی پر ہی اس سے تفصیلی بات کرے گی۔ دو دن بعد اس کی واپسی تھی۔

☼ ☼ ☼

آج شام کو کوئی سرکاری مصروفیت نہ تھی۔ اس

نے اپنے وفد کے ساتھ خوب سیر سپاٹا کیا تھا، رات گیارہ بجے تھک ہار کر وہ ہوٹل میں اپنے کمرے میں پہنچا تھا۔ چینج کرنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ موبائل فون بجنے لگا۔ دوسری طرف ماہین ہمدانی تھی۔
"جی ماہین خیریت کیسے یاد کیا۔" اس نے سنجیدگی اور حیرت سے دریافت کیا۔
"سوری ہادی! آپ کو ڈسٹرب کیا، اصل میں مجھے سنعیہ کا نمبر چاہیے تھا، جو نمبر اس نے مجھے دیا وہ آف جا رہا ہے، میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے آپ کے پاس اس کا کوئی دوسرا کانٹیکٹ نمبر ہو تو آپ سے لے لیتی ہوں۔"
"آپ کو سنعیہ کا نمبر کیوں چاہیے؟" اس نے اچنبھے سے پوچھا۔
"مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے۔ سنعیہ نے آپ سے ذکر تو کیا ہو گا، ہماری آفر سے متعلق۔"
"کیسی آفر۔" وہ واقعی الجھ گیا تھا۔
"اوہ یعنی اس نے ابھی تک آپ سے ذکر نہیں کیا۔ دراصل آصف شاہ کو اپنے پروگرام کے لیے ایک اینکر پرسن کی ضرورت ہے، صباحت گل پروگرام کر رہی تھی، لیکن وہ امریکہ جا رہی ہے، شاید مستقل طور پر ہی۔"
"تو پھر؟" ہادی نے ٹھنڈے لہجے میں دریافت کیا۔
"دراصل آصف شاہ بہت متاثر ہوا ہے سنعیہ سے، اس کے کالمز باقاعدگی سے پڑھتا ہے، اس کا خیال ہے کہ سنعیہ میں نہ صرف پروگرام بہت اچھی طرح چلانے کی صلاحیت ہے بلکہ اس کا سب سے پلس پوائنٹ یہ ہے کہ اس کا چہرہ بہت فوٹوجینک ہے، ایک عجیب سی سادگی اور معصومیت ہے اس میں، آصف کہہ رہا تھا کہ تیز طرار اور خرانٹ قسم کی اینکرز دیکھ کر عوام اوب چکے ہیں سنعیہ کی صورت میں لوگوں کو بالکل فریش چہرہ دیکھنے کو ملے گا، ایک دم پریٹی اور انوسنٹ۔" ماہین ہمدانی بہت سوچ سمجھ کر لفظوں کا چناؤ کر رہی تھی۔ تصور کی آنکھ سے وہ ہادی کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ سکتی تھی۔ کتنا لطف آرہا تھا اسے اس وقت۔
"سنعیہ نے آپ کو کیا جواب دیا۔" ہادی نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔
"وہ تو تقریباً" راضی ہے، کل جب میں اور آصف شاہ اس کے گھر گئے تھے تو زبانی بات ہوئی تھی، آج اس سے پوچھنا تھا کہ وہ ایگریمنٹ کب سائن کرے گی، لیکن اس کا نمبر ہی آف جا رہا تھا۔"
"سنعیہ کا ایک ہی نمبر ہے، آپ پھر ٹرائی کر لیجیے گا۔" ہادی نے خشک لہجے میں کہہ کر موبائل آف کر دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"میں نے آپ سے کہا تو تھا کہ ہادی واپس آجائیں تو میں ان سے مشورہ کر کے آپ کو جواب دوں گی۔ فون پر مجھ سے کھل کر بات نہیں ہو پاتی۔ ان شاء اللہ کل وطن واپس پہنچ جائیں گے۔ پھر میں آپ کو بتا دوں گی۔" اس نے رسانیت سے جواب دیا۔
"دیکھو سنعیہ تم نے انکار کرنا ہے تو کر دو۔ ہادی کو بیچ میں کیوں لا رہی ہو، میں جانتی ہوں وہ تمہیں ہرگز اجازت نہیں دے گا۔ وہ میل شاونزم پر یقین رکھنے والا شخص ہے، ہرگز نہیں چاہے گا کہ اس کی منگیتر اس کی سرپرستی کے بغیر اپنی الگ سے شناخت بنائے۔"
"ارے نہیں ماہین! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، ایسی کوئی بات نہیں۔" سنعیہ ہنس پڑی تھی، جواباً" ماہین اس سے زیادہ زور سے ہنسی۔
"ایسی کوئی بات نہیں، ہادی بہت لبرل شخص ہیں۔" اس نے نرمی سے اس کی تردید کی تھی۔
"اچھا چلو بات کر کے دیکھ لو اس لبرل شخص سے جو کہ میرے خیال میں تو فضول ہی ہے۔ اینی وے مائنڈ مت کرنا، میں لگی لپٹی رکھنے کی قائل نہیں، جو دل میں ہوتا ہے وہ ہی منہ پر آجاتا ہے۔ ہادی کے متعلق جو رائے تھی وہ میں نے ظاہر کر دی، اگر تمہیں برا لگا تو سوری۔"
"نہیں مجھے برا نہیں لگا، لیکن کاش میں آپ کی غلط

غلط فہمی دور کر سکتی۔"

"غلط فہمی میری نہیں ڈیر! تمہاری دور ہو گی' او کے چلتی ہوں' ٹیک کیئر۔" ماہین ہمدانی کھٹ کھٹ کرتی چلی گئی تھی۔

✵ ✵ ✵

ہادی یقیناً" گھر پہنچ چکا ہو گا' وہ آفس سے واپسی پر سیدھی رضا انکل کے ہاں چلی گئی' مقصد رضا انکل اور ہادی سے مشورہ کرنا تھا۔ حسب توقع ہادی گھر پر ہی تھا۔ دونوں باپ' بیٹا لان میں چائے پی رہے تھے۔ رضا انکل اسے دیکھ کر خوشی سے کھل اٹھے تھے۔ البتہ ہادی کے تاثرات کچھ عجیب سے تھے' بہت سنجیدگی سے اس نے سلام کا جواب دیا تھا۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔" وہ پوچھے بنا نہ رہ پائی۔

"ہاں طبیعت کو کیا ہونا ہے۔" اس نے سپاٹ سے انداز میں کہا۔ رضا انکل نے بھی اس کے اس انداز پر گھور کر دیکھا تھا۔ البتہ بولے کچھ نہیں۔ سنعیہ ہادی کو اس کی غیر موجودگی میں ہونے والے دفتری امور سے آگاہ کرنے لگی۔

"ماہین ہمدانی آصف شاہ کو لے کر تمہارے پاس آئی تھی۔" ہادی نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہ تھی۔

"جی' میں اصل میں آپ سے اور رضا انکل سے اس بارے میں ہی مشورہ کرنے آئی تھی' وہ لوگ کہہ۔۔۔"

"او کے' میرا مشورہ یہ ہے کہ ابھی میرے سامنے فون کر کے انہیں انکار کر دو۔" ہادی نے جس تیزی سے اس کی بات کاٹی تھی' وہ اس کے انداز پر ششدر رہ گئی۔

"لیکن ہادی! آپ میری پوری بات تو سنیں۔" اس نے ایک بار پھر کچھ کہنا چاہا۔

"تم نے مشورہ مانگا تھا' میں نے دے دیا۔" ہادی کا اس کی بات سننے کا قطعاً" کوئی موڈ نہیں تھا۔

"یہ مشورہ نہیں حکم ہے۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"اگر یہ حکم ہے تو تم بھی تو مشورہ مانگنے کی فارمیلٹی پوری کرنے آئی ہو۔ سارے فیصلے تو کر چکی ہو تم۔ کنٹریکٹ سائن کرنے کے لیے کہاں بلایا ہے انہوں نے۔"

"ہادی! یہ تم سنعیہ سے کس لہجے میں بات کر رہے ہو؟" صورت حال کا پوری طرح علم نہ ہونے کے بعد اس بار رضا صاحب نے بیٹے کو ڈپٹ دیا تھا۔

"بابا پلیز! جب آپ کچھ جانتے ہی نہیں تو بولیے بھی مت۔" وہ غصے کے عالم میں شدید بدلحاظ ہو گیا تھا۔

"میں جا رہی ہوں انکل۔" سنعیہ کی آنکھیں پانی سے لبریز ہو گئی تھی۔ رضا انکل اسے روکتے رہ گئے' مگر وہ نہ رکی تھی۔

"آپ جانتے ہیں نا آصف شاہ کس قماش کا آدمی ہے' اس کا پروگرام صباحت گل جیسی لڑکی تو کر سکتی ہے جو اس کے سگریٹ سے سگریٹ سلگاتے اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے قہقہہ لگائے۔ میں ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ سنعیہ اس جیسے آدمی کا پروگرام کرے' اگر اسے کوئی ٹاک شو کرنا ہی تھا تو مجھے کہتی' میں کسی معیاری چینل پر کام دلوا دیتا اسے۔ آپ کو اس چینل اور اس بندے کی شہرت کا اچھی طرح علم ہے تو اور محترمہ سارے معاملات خود طے کر کے ایگریمنٹ سائن کرنے لگی ہیں۔" سنعیہ کے جانے کے بعد وہ بابا کے سامنے برس پڑا تھا۔

"تمہیں کس نے کہا کہ وہ ایگریمنٹ سائن کرنے لگی ہے؟" بابا نے تحمل سے پوچھا۔

"آف کورس ماہین ہمدانی سے پتا چلا۔ وہ بھی اسی چینل پر ایک گھٹیا سا پروگرام کر رہی ہے' کل رات اسی نے مجھے فون کر کے بتایا تھا' آج دن میں پھر اسی کا فون آیا تھا۔"

"تم اسے تحمل سے سمجھاتے' کیوں نہیں سمجھتی تمہاری بات۔ کتنا روڈلی بی ہیو کیا تم نے اس کے ساتھ' وہ بھی میرے سامنے۔" بابا کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اس کے کان مروڑ دیں۔

"سوری بابا! لیکن مجھے غصہ آگیا تھا اس پر' میں ملک سے باہر گیا تھا۔ دنیا سے تو نہیں' وہ ایک بار فون پر ہی مجھ سے مشورہ کر لیتی' میں جانتا ہوں کہ محض ٹی وی اسکرین پر نظر آنا' سنعیہ کے لیے کوئی چارمنگ نہیں ہے وہ یہ سمجھ رہی ہے کہ یہ فورم استعمال کر کے اپنے نظریات اپنی بات زیادہ مؤثر طریقے سے عوام تک پہنچا پائے گی' مخصوصاً" پوری پاکستانی یوتھ کے نظریاتی قبلہ کی درستی کی ذمہ داری محترمہ نے از خود اپنے کندھوں پر عائد کر رکھی ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی کہ جن لوگوں کو وہ جوائن کر رہی ہے ان کا سرے سے کوئی نظریہ ہی نہیں' ان کا واحد مقصد پیسہ کمانا ہے اور پھر وہ آصف شاہ ایک نمبر کا بلیک میلر صحافی ہے۔ پہلے جس اخبار سے تعلق تھا تب بھی سیاست دانوں کی کمزوریاں قابو کر کے انہیں پریشرائز رکھتا تھا اور اب ٹی وی پر بھی یہی کام کر رہا ہے۔ وہ سنعیہ کو استعمال کرے گا' اس کے کندھوں پر رکھ کر بندوق چلائے گا' اس کے منہ سے اپنی مرضی کی باتیں کہلوائے گا وہ خود کیمرے کے پیچھے ہوتا ہے۔ سنعیہ خوا مخواہ مقتدر حلقوں میں معتوب ٹھہرے گی۔ اس چینل کا کوئی معیار ہے نہ اخلاقی ساکھ۔" وہ جو بولنا شروع ہوا تو بولتا ہی گیا۔

"سنعیہ بے چاری کو کہاں ان سب باتوں کا علم ہو گا۔" بابا کی نظروں میں وہ اب بھی بے قصور تھی۔

"تو میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں کہ اسے یہاں کے لوگوں' یہاں کی چیزوں کے بارے میں ابھی کچھ علم نہیں۔ جمعہ' جمعہ آٹھ دن تو اسے ہوئے نہیں یہاں آئے ہوئے' اسے یہاں کے لوگوں کی خصلت کا علم ہی نہیں' وہ سب کو اپنی طرح سمجھتی ہے سچا اور کھرا۔"

"تم اسے نرمی سے سمجھاؤ وہ مان جائے گی' مجھے تمہاری باتوں سے اتفاق ہے لیکن تمہارے رویے سے اختلاف ہے تم نے بچی کو بہت ہرٹ کیا۔"

"مانتا ہوں۔" دل کی بھڑاس نکال لینے کے بعد اسے بھی اپنے رویے کی درشتی کا احساس ہو گیا تھا۔

"میں سوری کر لوں گا اس سے۔" اس نے دھیمے سے لہجے میں بابا کو یقین دہانی کروائی تھی۔

✵ ✵ ✵

"اگر ہادی اجازت نہیں دے رہا تو کوئی ضرورت نہیں ایگریمنٹ سائن کرے گی۔" آمنہ نے اس دو ٹوک انداز میں باور کروا دیا تھا۔

"پلیز امی! آپ تو ایسی بات نہ کریں۔ ابھی میری صرف اینگیجمنٹ ہوئی ہے۔ زندگی کے فیصلے فی الحال خود کرنے کا اختیار رکھتی ہوں میں۔" وہ ہادی کے رویے سے بہت دل برداشتہ ہوئی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس کی زندگی کا مالک بن بیٹھا ہے۔ پیار' محبت کے سابقہ دعوے اسے لفاظی کے سوا کچھ نہ لگ رہے تھے۔

"ہادی کبھی بھی تمہارے لیے غلط نہیں سوچے گا۔ اس کی رائے کا احترام کرو سنعیہ!" آمنہ اسے سمجھانے کی کوشش میں ہلکان ہوئے جا رہی تھیں۔ وہ اس بار چپ رہی نہ ماں کو تسلی دی کہ وہ ان کی بات مان لے گی اور نہ بات ماننے سے انکار کیا اور آمنہ اس کی خاموشی پر متوحش اور متفکر تھیں۔

✵ ✵ ✵

"پھر اپنا فائنل فیصلہ بتاؤ سنعیہ! ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے آصف شاہ تو پہلے ہی اتنی دیر کرنے پر تپا پڑا ہے۔ اس نے تمہارے بابا کے حوالے سے چینل پر خبر بھی چلوا دی ہے کہ ماضی کے نامور صحافی سکندر خان کی صاحبزادی بہت جلد ہمارا چینل جوائن کر رہی ہیں اب اگر تم انکار کرو گی تو اس سے ہماری کریڈیبلٹی متاثر ہو گی۔" ماہین ہمدانی اس پر دباؤ ڈال رہی تھی۔

"دیکھیے ماہین! میرے اقرار سے پہلے آپ لوگوں کو ایسی کوئی خبر چلانی ہی نہیں چاہیے تھی میرا اس میں کوئی دوش نہیں۔" وہ ماہین ہمدانی کے دباؤ میں نہ آئی تھی۔

"ویل تو تمہاری طرف سے انکار ہے۔" ماہین ہمدانی نے ٹھنڈا سانس بھرا۔

"جی بالکل میرے لیے یہ آفر قبول کرنا مشکل ہے۔ آپ اپنے چینل والوں سے معذرت کر لیجیے

گا۔" سنعیہ کا چہرہ ستا ہوا تھا ماہین ہمدانی نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔

"مجھے پتا تھا تمہارا جواب یہی ہو گا ان فیکٹ تمہارے اس کھڑوس منگیتر کی آمد کے بعد تو مجھے یقین تھا کہ تم کبھی بھی ہاں نہیں کرو گی' وہ بہت اریو گینٹ (حکم چلانے والا) شخص ہے میں اسے جانتی ہوں اچھی طرح۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ماہین! دراصل مجھے میری مدر نے پرمیشن نہیں دی۔" اس نے ہادی کا بھرم رکھنا چاہا۔

"فار گاڈ سیک سنعیہ! پردے مت ڈالو' مجھ سے زیادہ اس بندے کی نیچر کون سمجھتا ہو گا' دوہری شخصیت ہے اس کی۔ مجھے تم سے ایسی باتیں کہنی تو نہیں چاہئیں آخر منگیتر ہے تمہارا لیکن میں کیا کروں چند ملاقاتوں میں ہی تم سے اپنائیت کا عجیب سا رشتہ استوار ہو گیا ہے' یہ جو تمہارے چہرے کی معصومیت ہے اس میں کچھ ایسی کشش ہے جو ہر کسی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہادی رضا تم جیسی معصوم اور انوسنٹ لڑکی ڈیزرو ہی نہیں کرتا۔"

"آپ میری تعریف میں مبالغہ آرائی سے کام لے رہی ہیں اور ہادی بھی یقیناً" ایسے نہیں ہیں ان کے متعلق آپ کو اندازہ لگانے میں غلطی ہوئی ہے' کسی معاملے میں اختلاف رائے ہونا الگ بات ہے لیکن بائے نیچر وہ بہت اچھے انسان ہیں۔" وہ شدید ناراضی کے باوجود ماہین ہمدانی کے سامنے ہادی کی برائی نہ کر پائی۔

"خدا کے لیے سنعیہ! اس بندے کی اتنی تعریفیں کم از کم میرے سامنے نہ کرو۔ اس کا ظاہر باطن کیسا ہے' میں ہی کیا اس کے ساتھ کام کرنے والی ہر لڑکی ہی چند دنوں میں جان جاتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ کوئی بھی لڑکی یہاں ٹِک کر کام نہیں کر سکی۔ موصوف پہلے بہت ریزروسی شخصیت کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ویری ڈیسینٹ اینڈ ریزن ایبل پھر جب اعتبار اور احترام کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے تو اپنی اصلیت دکھاتے ہیں۔ تم مائنڈ مت کرنا لیکن سچ یہی ہے میری یہاں سے جاب چھوڑنے کی وجہ یہ ہی تھی کہ موصوف ڈورے ڈالنے لگے تھے مجھ پر اور جب میں نے حوصلہ افزائی نہ کی تو خار کھانے لگے مجھ سے۔ اللہ جانے تمہارے ساتھ معاملہ منطقی انجام تک کیسے پہنچا شاید تم لوگوں کے فیملی ٹرمز ایسے تھے کہ اسے منگنی کروانی پڑ گئی یا پھر اس نے سوچا کہ کب تک افیئرز لڑا کر کام چلے گا' شادی بھی تو کرنی ہے پھر تم جیسی انوسنٹ لڑکی اور کہاں سے ملتی اسے' پریٹی اور بے وقوفی کی حد تک سادہ' جس کی ناک کے نیچے کچھ بھی کرتے رہو اسے پتا نہیں چلتا۔"

ماہین ہمدانی نے اس بار بالکل دوسرا پتا پھینکا تھا اگر دونوں کے درمیان غلط فہمی پروان چڑھ جاتی تو زبردست اور اگر بات چیت کر کے وہ اپنی غلط فہمی دور کر لیتے تو بھی اس کی بلا سے۔ اس نے اپنی طور پر دونوں کو ایک دوسرے سے بدگمان کرنے کی بھرپور کوشش تو کر ڈالی تھی۔

اور سنعیہ کتنی دیر تک بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔

"تمہیں یقین نہیں آئے گا سنعیہ!" اس نے ٹھنڈی سانس بھری "اور یقین آ بھی نہیں سکتا' بہرحال میری نیک تمنائیں تمہارے ساتھ ہیں اور ہاں یہ آفر اب بھی برقرار ہے' میں تمہیں سوچنے کا آخری موقع دے رہی ہوں۔ اس بندے کے پیچھے تم اپنے کیریر کا یہ گولڈن چانس کیوں مس کرو' کل تک مجھے اپنے حتمی جواب سے آگاہ کر دینا۔" وہ کہہ کر اٹھ گئی تھی سنعیہ چپ چاپ اسے جاتا دیکھتی رہی' اتنے میں سامنے سے آتا ہادی اسے دیکھ کر ٹھٹکا تھا ماہین ہمدانی بھی رک گئی۔

"بائی دا وے کس لیے تشریف لائی ہیں آپ؟" اس کی شوخ سے ہیلو کے جواب میں ہادی نے چبھتے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔

"ایکچوئلی سنعیہ کو ایگریمنٹ کا ڈرافٹ دکھانے آئی تھی۔ ایک دو باتوں سے اسے اختلاف ہے آئی مین سیلری وغیرہ... میں نے کہا چلو شام کو تمہارے گھر آ کر ڈسکس کر لوں گی یا وہ میرے دفتر آ کر سائن کر دے گی' فی الحال تو مجھے اپنی ریکارڈنگ پر پہنچنا ہے میں آل ریڈی کافی لیٹ ہو چکی۔"

وہ ایک ادا سے بائے کہہ کر کھٹ کھٹ کرتی چلی گئی تھی۔ ہادی سیدھا سنعیہ کے کیبن میں جا پہنچا' وہ اس سے سوری کرنے اور سمجھانے کے ارادے سے اس کے پاس ہی آ رہا تھا لیکن اس لڑکی کی خود سری نے اس کا دماغ الٹ دیا۔ اسے اندازہ ہی نہ تھا کہ وہ اتنی ہٹ دھرم ثابت ہو گی۔ وہ دستک دے کر سنعیہ کے کیبن میں داخل ہوا۔ وہ دونوں بازو میز پر رکھے اس پر اپنا سر ٹکائے بیٹھی تھی۔ ہادی کی آمد پر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مس سنعیہ! میں آپ سے صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ آپ بہت شوق سے اپنا چینل جوائن کر لیجیے بھلے سے جو مرضی کریں لیکن پہلی بات کہ آئندہ یہ لڑکی ماہین ہمدانی مجھے اس دفتر میں نظر نہ آئے اور دوسری بات کہ آپ نے یہ اخبار جوائن کرتے ہوئے بھی ایک کانٹریکٹ سائن کیا تھا جس کی رو سے آپ بیک وقت دو اداروں میں کام نہیں کر سکتیں' اپنے فیصلے سے مجھے تھوڑی دیر میں آگاہ کر دیجیے گا۔" اس نے کٹیلے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔ سنعیہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے چاہے تھے مگر اس کے لب صرف کپکپا کر رہ گئے ہادی رضا کمرے سے جا چکا تھا۔

وہ صرف اس کی وجہ سے اپنی خواہش سے دستبردار ہونے جا رہی تھی لیکن ہادی کا رویہ کتنا تضحیک آمیز تھا' اتنی بے اعتباری' اتنی اجنبیت اتنی رکھائی' اس کی سنے بغیر' اس کی رائے جانے بغیر اس نے خود ہی ایک مفروضہ قائم کر لیا اور پھر اس مفروضے کے تحت اسے اپنا فیصلہ بھی سنا دیا۔ ہادی نے اسے غلط سمجھا تھا یا وہ ہادی کو سمجھنے میں غلطی کر بیٹھی تھی۔ ابھی تو وہ ماہین ہمدانی کے انکشافات کو جھٹلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ ہادی آ کر صرف اسے ایک باس کی حیثیت سے یہ باور کروا گیا تھا کہ وہ کانٹریکٹ کی رو سے صرف یہاں کام کرنے کی پابند ہے۔ یہ کہتے ہوئے اس نے سنعیہ اور اپنے تعلق کو کتنی آسانی سے فراموش کر دیا تھا۔ یہ وہ ہادی نہ تھا جس کے نام کی انگوٹھی وہ اپنے ہاتھ میں سجائے بیٹھی تھی۔ یہ تو کوئی اجنبی تھا اور اجنبیوں کے درمیان کوئی تعلق کیسے قائم رہ سکتا ہے۔

☼ ☼ ☼

"یہ میرا استعفیٰ ہے سر! اور یہ آپ کی انگوٹھی۔" بہت دیر بعد وہ خود کو کمپوز کر کے ہادی کے کمرے میں گئی تھی لیکن اپنے اندر اٹھتے جوار بھاٹا کو قابو نہ کر پائی تھی۔

اپنی انا' اپنا وقار اسے ہر چیز سے زیادہ عزیز تھا' اس خود پسند شخص کی ہمراہی میں زندگی کے ہر قدم پر رونے سے بہتر تھا کہ وہ ابھی یہ تعلق ختم کر دے۔ غصے کے اٹھتے ابال نے اس سے یہ فیصلہ کروا لیا جو شاید کچھ دیر گزرنے کے بعد وہ کرنے کا سوچ بھی نہ سکتی تھی فی الحال اسے نہ آمنہ کی ناراضی کا خیال تھا نہ رضا انکل کی خفگی کا' صرف ہادی کی آنکھوں کی اجنبیت نے اس سے یہ فوری فیصلہ کروا لیا تھا' استعفیٰ اور انگوٹھی اس کے سامنے رکھ کر وہ پلٹ گئی تھی۔ اب بے یقینی سے ساکت بیٹھے رہ جانے کی باری ہادی کی تھی۔

☼ ☼ ☼

"تم نے اس سے اس فیصلے کی وجہ پوچھی؟" بابا اس سے مخاطب تھے۔

"وہ اپنے ہر فیصلے میں خود مختار ہے' مجھے کیوں وجوہات سے آگاہ کرنے لگی۔" وہ پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے بولا تھا۔

"اور آپ جاتے تو رہتے ہیں وہاں خود ہی وجہ پوچھ لیجیے گا محترمہ سے۔"

اس نے تھکے ہارے انداز میں بابا کو مخاطب کیا۔

"میرے جانے کا اب کوئی جواز ہی نہیں بچا ہادی! جب تم دونوں خود ہی یہ رشتہ برقرار رکھنے میں سنجیدہ نہیں ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔" اس نے بابا کی بات پر حیرت سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو' صحیح کہہ رہا ہوں میں۔ یہ

زندگی بھر کا معاملہ ہے اگر تم دونوں کی طرف سے اسے نبھانے میں سنجیدگی نہیں ہے تو ابھی بھی وقت ہے خوب سوچ سمجھ لو۔ یہ رشتہ بہت کمپرومائز کا متقاضی ہوتا ہے۔ اگر اپنی اپنی اناؤں کے دائرے میں قید رہنا ہے تو بہتر ہے اس فیصلے پر نظرثانی کرلو۔" بابا بھرپور سنجیدگی سے مخاطب تھے ان کا ردِعمل اس کی توقع کے بالکل برعکس تھا وہ یہ سوچے بیٹھا تھا کہ بابا پہلے تو اس پر خفا ہوں گے اسے سمجھائیں گے پھر سنعیہ کو سمجھانے منانے اس کے گھر جائیں گے لیکن انہوں نے تو صاف ہری جھنڈی دکھادی تھی۔

بابا کے کمرے سے جانے کے بعد وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔ دل و دماغ سنعیہ سے دستبرداری کا تصور بھی نہ کرسکتا تھا۔ اس کی ذرا سی خفگی بھی سنعیہ سے برداشت نہ ہوئی، حالانکہ کم از کم خفا ہونے کا حق تو رکھتا تھا وہ، کتنی آسانی سے اس نے تعلق توڑنے کا یکطرفہ فیصلہ کرلیا۔ غلطی سنعیہ کی تھی وہ خود سے کیسے جھکتا، دل و دماغ میں عجیب سی کشمکش برپا تھی۔

☼ ☼ ☼

"یہ سب کیا ہوگیا رضا بھائی!" ٹیلی فون کے دوسری طرف آمنہ ازحد پریشان تھیں۔

"آپ بالکل فکر نہ کریں بھابھی! سب ٹھیک ہوجائے گا۔" رضا صاحب بالکل پرسکون تھے۔

"مجھے سنعیہ سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی لیکن وہ خود بھی کمرے میں بند روئے جارہی ہے میں اسے مزید کیا کہوں۔"

"بچے ہیں بھابھی! جذباتی اور کم عقل اور ہمارے سمجھانے بجھانے سے وقتی طور پر تو مان جائیں گے لیکن جو گرہ ان کے دلوں میں پڑچکی ہے، وہ نہیں کھلے گی۔ فی الحال آپ کو اور مجھے اس معاملے سے لاتعلق رہنا ہے۔ ان دونوں کو اپنی حماقت اور جذباتیت کا خود سے احساس ہونا بہت ضروری ہے ۔ یہ ان کے مستقبل کے تعلق کی پائیداری کے لیے ضروری ہے۔ ہم کب تک ان کے جھگڑے نمٹانے کو موجود ہوں گے ۔ انہیں خود یہ فیصلہ کرنے دیجئے کہ ان کے درمیان غلط فہمی کیونکر پروان چڑھی۔ کون اس کا زیادہ ذمہ دار ہے یہ جاننے کا موقع دیجئے کہ یہ ایک دوسرے کے لیے کتنی اہمیت رکھتے ہیں۔ جب انہیں خود احساس ہوجائے گا تو اپنی حماقت پر نہ صرف پچھتائیں گے بلکہ آئندہ ایسی کسی حماقت کا سوچیں گے بھی نہیں۔"

رضا صاحب پرامید تھے آمنہ ماں تھیں، متفکر تھیں تاہم انہوں نے رضا صاحب کی بات سے اتفاق کرلیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"سوری ماہین! میرا جواب اب بھی وہی ہے۔" ماہین کی کال وصول کرتے ہی اس نے چھوٹتے ہی انکار کردیا تھا۔

"اوکے اوکے میں اصرار نہیں کروں گی تمہاری مجبوری سمجھتی ہوں جانتی ہوں تمہارے منگیتر صاحب کی ضد کی وجہ سے۔"

"ہی از نو مور مائی فیانسی ماہین۔ (وہ اب میرے منگیتر نہیں رہے)" اس نے دھیرے سے اس کی بات کاٹی تھی اور ساتھ ہی کال بھی.... دوسری طرف موبائل ہاتھ میں لیے ماہین ہمدانی کے لبوں پر بہت مطمئن سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ وہ حسبِ خواہش سنعیہ کو ٹی وی اسکرین پر لانے میں تو کامیاب نہیں ہوئی تھی لیکن جو کچھ ہوا تھا وہ اس کی خواہش سے بڑھ کر تھا۔

"امی! اب آپ ریسٹ کرلیں باقی کام میں سمیٹ لیتی ہوں۔" وہ کچن میں آکر آمنہ سے مخاطب تھی، آمنہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔ اس کی متورم آنکھیں اور ستا ہوا چہرہ ان کے دل کو کچھ ہوا تھا لیکن انہوں نے اپنی اندرونی کیفیات چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیں تھیں۔

"نہیں رہنے دو کام ہی کتنا رہ گیا ہے، میں کرلوں گی، تمہیں پتا تو ہے کہ مجھ سے فارغ نہیں بیٹھا جاتا۔" سپاٹ سے انداز میں جواب دے کر وہ پھر ہانڈی میں ڈوئی گھمانے لگی تھیں۔ سنعیہ چند لمحے کھڑی انہیں دیکھتی رہی پھر بے بسی سے لب کچلتی واپس پلٹ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"تمہاری لو اسٹوری میں اتنی جلدی یہ ڈرامائی موڑ پیدا ہوگیا، میری سمجھ سے تو یہ بات باہر ہے۔" ہمایوں اور ہادی اس وقت ایک ریسٹورنٹ میں آمنے سامنے بیٹھے لنچ کررہے تھے بلکہ ہمایوں ہی تھا جو لنچ کررہا تھا، ہادی محض چمچ کانٹے سے کھیل رہا تھا۔

"تم اسے ڈرامائی موڑ کہہ رہے ہو؟" ہادی نے اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔

"اوکے ٹریجک موڑ کہہ لو۔" ہمایوں نے رشین سلاد کا چمچ بھر کر منہ میں ڈالا۔

"مجھے ہرگز اندازہ نہ تھا کہ سنعیہ ایسا ری ایکٹ کرے گی۔ میں اس کی زندگی میں اتنی تو اہمیت رکھتا تھا تاکہ وہ میرے مشورے اور رائے سے کوئی قدم اٹھاتی۔ اس کے بھلے کو تو ہی منع کررہا تھا میں اور جب اس کی من مانی پر تھوڑا ساری ایکٹ کیا میں نے تو وہ اوور ری ایکٹ کرگئی۔ اس نے بہت زیادتی کی میرے ساتھ۔ اپنے ساتھ۔" وہ ازحد ملول اور دل گرفتہ تھا۔

ہمایوں کو ہنسی آگئی تھی۔ بڑھی ہوئی شیو اور ملگجے سے حلیے میں وہ واقعی مجنوں کا جانشین لگ رہا تھا۔

"ہنس لو اڑالو میرا مذاق۔" اس کی ہنسی ہادی کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ پائی تھی۔ وہ مزید خفا ہوا۔

"اوکے اوکے نہیں ہنس رہا لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ جس سنعیہ کو میں جانتا ہوں وہ ہرگز ایسی نہیں ہے ہٹ دھرمی اور خودسری نہ اس کے خمیر میں شامل ہے نہ تربیت میں۔ ہاں ناک خاصی اونچی ہے اپنا وقار اور بھرم عزیز رکھتی ہے لیکن یار! میں پھر یہ ہی کہوں گا کہ تم لوگوں کے درمیان کمیونیکیشن گیپ پیدا ہوا ہے کوئی بہت بڑی غلط فہمی۔ تم دونوں ہی ایک دوسرے کو سمجھ نہیں پائے اور نہ ہی اپنا مؤقف سمجھا پائے ہو۔" ہمایوں رسانیت سے بولا تھا۔

"موقف سمجھانے کی نوبت آتی تب نا۔ محترمہ استعفیٰ کے ساتھ انگوٹھی بھی میرے منہ پر مار گئی ہیں۔"

"واقعی منہ پر ماری، پھر تو بڑی چوٹ لگی ہوگی۔" ہمایوں نے مصنوعی تاسف طاری کیا، ہادی نے ایک بار پھر اسے گھورا تھا۔

"اچھا اب یہ نظروں کے تیر مت چلاؤ اور کھانا کھاؤ۔ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہوجائے گا۔" ہمایوں نے بھی صرف تسلی پر ٹرخا دیا تھا۔ ہادی پھر چمچ کانٹوں سے کھیلنے لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

"پھر کب سے شروع ہورہا ہے تمہارا پروگرام؟" ہمایوں نے چائے کا سپ پیتے ہوئے اطمینان سے دریافت کیا۔

"کیسا پروگرام ہمایوں بھائی۔" وہ پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔ ہمایوں اور ردا اس وقت اس کے ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔ آمنہ پڑوس میں میلاد میں گئی ہوئی تھیں سنعیہ نے ہی ان کی خاطر کا سامان کیا تھا۔

"بھئی ہم تو مشتاق اور منتظر تھے کہ سنعیہ صاحبہ جلد ہی ٹی وی اسکرین پر نمودار ہو کر اپنے پروگرام میں شریک مہمانوں پر تابڑ توڑ سوال کرکے ان کے چھکے چھڑایا کریں گی۔" ردا نے بھی اسے ہنستے ہوئے مخاطب کیا۔

"خیر ردا بھابھی! اگر میں پروگرام کرتی بھی تو وہ روایتی پروگرام ہرگز نہ ہوتا محض پروگرام میں گرماگرمی پیدا کرکے ریٹنگ بڑھانا مقصد نہ ہوتا میرا، یہ وقت سب کو ایک نکتے پر متحد کرنے کا ہے نہ کہ منتشر کرنے کا۔"

وہ آزردہ سے لہجے میں بولی۔ کچھ بھی تھا اس نے اس حوالے سے سوچ تو بہت کچھ لیا تھا اگرچہ خواہش تشنہ رہ گئی تھی اور اس بے ضرر سی خواہش کا جو خمیازہ بھگتنا پڑا تھا، اسے سوچ کر اس کی آنکھیں پھر بھیگ گئی تھیں۔ ردا اور ہمایوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دوبارہ اس کو۔

"میں نے تو سنا تھا کہ تم نے ایگریمنٹ سائن

کرلیا؟" ہمایوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"آپ نے جس سے سنا ہے یا جس نے آپ کو بھیجا ہے انہیں جا کر بتادیجیے کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ ان کی رائے، ان کی مرضی کے بغیر میں کوئی قدم کیسے اٹھا سکتی تھی۔" وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولی ہمایوں کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"دیکھو لڑکی! غلط فہمی دور کرلو نہ ہم نے کسی سے کچھ سنا نہ کسی نے ہمیں بھیجا بلکہ شاید اس کے بجائے میرا تم سے زیادہ قریبی رشتہ ہے۔ وہ دوست ہے اور تم بہن۔ کم از کم بہن کو بھائی پر شک نہیں کرنا چاہیے۔"

ہمایوں نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور وہ اتنا سا سہارا پا کر بکھر گئی تھی۔ ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے تھے۔ اسے یوں روتا دیکھ کر ہمایوں اور ردا دونوں پریشان ہوگئے تھے۔

"بس کرو سنعیہ! میری جان، بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے۔" ردا نے اسے بازوؤں میں بھرا۔

"ردا بھابھی! سب کچھ ختم ہوگیا۔"

"کچھ ختم نہیں ہوا اور خبردار جو اب ایک آنسو بھی بہایا۔" ہمایوں نے اسے ڈپٹا تھا۔

"اور اب شروع سے آخر تک سب کچھ بتاؤ۔" ہمایوں کو کچھ کچھ اندازہ ہوگیا تھا کہ صورت حال اس نہج پر کیسے پہنچی۔ اس نے ہچکیوں اور سسکیوں کے ساتھ ہادی کی ساری زیادتیاں بتادیں۔

"میں ان کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کرنے لگی تھی۔ انہوں نے خود ہی مفروضہ قائم کرلیا کہ میں فیصلہ کرچکی ہوں۔" روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی تھی۔

"اتنا آسان کیس؟ یہ تو ایک ہی نشست میں حل ہوگیا یار! مجھے تو انجینئر کے بجائے ڈیٹیکٹو ہونا چاہیے تھا۔" سنعیہ کی بات سننے کے بعد ہمایوں کے لبوں پر مطمئن سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"ماہین ہمدانی کو مجھ سے بہتر اور کون جانتا ہے۔ ممی کی سیکنڈ کزن کی بیٹی ہے۔ یونیورسٹی میں میری کلاس فیلو بھی رہی ہے۔ وہ واقعی ایک سائیکی کیس ہے۔"

ردا نے بھی سر ہلایا۔

"اوہ یعنی تم بھی مجرم تک پہنچ گئیں۔" ہمایوں نے حیرانی سے بیوی کو دیکھا۔

"ظاہر ہے کوئی بچہ بھی دونوں طرف کے بیان سے "مجرم" تک پہنچ سکتا ہے آپ نے ایسا کون سا کمال کردیا۔"

ردا نے ہمایوں کو گھورا وہ کھسیا گیا تھا۔ "اس نے بہت ہوشیاری سے دونوں کے درمیان غلط فہمی کا پہاڑ کھڑا کیا۔ قسمت نے اس کا ساتھ دیا کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کھل کر بات ہی نہ کرسکے ورنہ اگر اس روز ہادی بھائی سنعیہ کو سن لیتے تو معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتے۔" ردا نے دوبارہ ہمایوں کو مخاطب کیا۔ سنعیہ ہکا بکا دونوں کی گفتگو سمجھنے کی کوشش کررہی تھی جو اسے بالکل فراموش ہی کرچکے تھے۔

"ہاں اصل گھامڑ تو وہ ہادی ہی ثابت ہوا نا۔ چلو یہ تنی تو ماہین سے ناواقف تھی اس کی نیچر نہ سمجھ سکی لیکن ہادی تو پہلے سے ہی اس کا ڈسا ہوا ہے۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا نا کہ کس طرح محترمہ پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑی تھیں۔ رضا انکل کی جان پہچان تھی تمہاری اس ماہین ہمدانی کے والد سے۔ بس اسی کو بنیاد بنا کر پہلے اس نے جاب کی اس کے بعد ہادی کو قابو کرنا چاہا۔ اللہ اللہ کر کے جان چھڑائی تھی ہادی نے اس سے بلکہ میرے مشوروں پر عمل کر کے ہی اسے آفس سے بھاگنے پر مجبور کیا تھا ورنہ وہ لڑکی تو یار، کمبل ہوتی جارہی تھی اور اب وہ پھر اسی ماہین ہمدانی کے ٹریپ میں آگیا۔ اس کی کہی ہر بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کرلیا۔" ہمایوں کو صحیح معنوں میں ہادی پر غصہ آیا تھا۔

"کچھ مجھے بھی بتائیں گے یا دونوں آپس میں ہی بات کرتے رہیں گے۔" سنعیہ جھلا گئی تھی۔

"مختصر الفاظ میں بات صرف اتنی سی ہے کہ تم ماہین ہمدانی کے ہاتھوں الو بن چکی ہو۔ اس نے ہادی بھائی سے اپنی پرانی دشمنی تمہیں ان سے بدظن کر کے نکالی اور تم اتنی ڈفر تھیں کہ اس کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گئیں۔" ردا نے اسے حسب توفیق لتاڑا تھا۔

"لیکن وہ تو کہہ رہی تھی کہ ہادی اس میں دلچسپی لیتے تھے اور جب اس نے..."

"تم نے اس کی بات پر یقین کرلیا اور جو بات ہم تم سے کررہے ہیں، وہ بات تمہارے لیے ناقابل اعتبار ہے۔" ہمایوں نے اسے گھرکا۔

"ہمایوں! یہ تعلق ہی ایسا ہے۔ انسان جس سے محبت کرتا ہے۔

اس کے متعلق پوزیسو بھی ہوجاتا ہے اور بہت جلد بدگمان بھی ہوسکتا ہے سنعیہ کی غلط فہمی دور کرنے کا ایک طریقہ ہے میرے پاس۔" ردا نے پرسوچ انداز اختیار کیا تھا پھر اپنے ہینڈ بیگ میں سے اپنا سیل فون نکالا تھا۔

"سنعیہ تمہارے پاس ماہین ہمدانی کا نمبر ہو تو دو مجھے میرے پاس تو پرانا نمبر تھا شاید سم بدل لی اس نے۔" ردا نے سنعیہ کو مخاطب کیا سنعیہ نے کچھ سمجھتے، کچھ نہ سمجھتے ہوئے اسے اپنے موبائل میں سے ماہین ہمدانی کا نمبر دے دیا تھا ردا نے نمبر ملا کر اسپیکر آن کرلیا۔

"ہیلو۔" ماہین ہمدانی کی خمار آلود آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

"ہاں ہیلو ماہین! میں ردا بول رہی ہوں کیسی ہو تم۔" ردا نے اس سے تعارف کروایا تھا۔

"اوہ مسز ہمایوں! کیسی ہیں آپ؟" ماہین اسے فوراً پہچان گئی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں تم سناؤ انکل، آنٹی کیسے ہیں؟ تمہارا شو کیسا جارہا ہے۔" ردا نے رسمی باتوں سے آغاز کیا تھا۔

"میں بالکل فٹ فاٹ، ممی، ڈیڈی بھی بالکل ٹھیک تم سناؤ اتنے دنوں بعد کیسے یاد کیا اور میاں کیسا ہے تمہارا؟"

"ہاں ہمایوں، اچھے ہیں۔" ردا نے مختصر جواب دیا۔ ماہین نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"ہاں بھئی ہمایوں تو اچھا ہی ہے البتہ اس کا دوست بہت کھڑوس ہے۔"

"کون، کس دوست کی بات کررہی ہو تم۔" ردا نے حیرت سے پوچھا۔

"اپنے میاں سے پوچھنا ایک ہی دوست ہے اس کا۔ انتہائی سڑیل مزاج۔" ماہین ہمدانی طنزیہ ہنسی تھی۔

"تم ہادی بھائی کی بات کررہی ہو۔" ردا سنجیدہ ہوئی۔

"بھائی ہوگا تمہارا۔ میرا تو وہ صرف ڈارلنگ ہے۔" ماہین ہمدانی نے قہقہہ لگایا تھا۔

"شٹ اپ ماہین! تمہیں شرم آنی چاہیے، کتنی چالاکی سے تم نے ہادی بھائی اور سنعیہ میں غلط فہمیاں پیدا کیں۔"

"سو سیڈ ردا! تمہیں اپنی فرینڈ سے زیادہ اپنے میاں کے فرینڈ اور اس کی منگیتر سے ہمدردی ہے۔" ماہین نے مصنوعی تاسف اختیار کیا۔

"اور ویسے بھی ردا ڈیئر ایوری تھنگ از فیئر ان لو اینڈ وار۔" ردا کی اگلی بات سنے بغیر ماہین نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔

"تمہارا خیال ہے کہ سنعیہ کو ٹھکرا کر وہ تمہاری طرف متوجہ ہوجائیں گے۔ خام خیالی ہے یہ تمہاری ماہین!" ردا نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔

"میں بھی کوئی مری نہیں جارہی تمہارے اس ہادی رضا کے پیچھے، اس جیسے کئی میری جوتیاں سیدھی کرتے ہیں۔ میں کتنی بڑی سیلیبریٹی بنتی جارہی ہوں تمہیں شاید اندازہ نہیں، میرا مقصد صرف اسے مزا چکھانا تھا سو چکھا دیا۔ اسے اپنی منگیتر پر بہت مان اور بھروسہ تھا، دو ٹکے کا کردیا میں نے اس کو ہادی رضا کی نظر میں۔ اپنے انتخاب پر شرمندہ ہو رہا ہوگا بے چارہ۔" ماہین ہمدانی کی استہزائیہ آواز ردا کو جلا گئی تھی۔

"شرم کرو ماہین! کس ڈھٹائی سے اعتراف کررہی ہو۔"

"دیکھو ردا تم جانتی ہو میں کس ٹائپ کی لڑکی ہوں۔ مجھے شرمانا وغیرہ کہاں آتا ہے، مجھے شرم دلوانے میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ تم کوئی دوسرا کام کرلو۔ میرا وقت ضائع مت کرو۔ او کے بائے۔" ماہین

ہمدانی بھی بدمزا ہو گئی تھی اس نے ردا کی مزید سنے بغیر فون بند کر دیا تھا۔

"اسٹوپڈ۔" ردا نے اسے غائبانہ لتاڑا تھا۔

"میں نے کہا تھا نہ سائیکی کیس ہے، کتنی ڈھٹائی سے مان گئی، وہاں یونیورسٹی میں بھی ایسی تھی۔ پورے ڈپارٹمنٹ کا ناک میں دم کر رکھا تھا اور مجال ہے جو کبھی اپنے رویہ پر نادم ہوئی ہو۔ عجیب طرح کی ڈھٹائی ہے اس کی شخصیت میں۔" ردا تاسف سے بول رہی تھی۔ ہمایوں بغور سنعیہ کا دھواں دھواں ہوتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"تم نے اپنے سیل فون کا اتنا زبردست استعمال کر ڈالا مسز۔ اب مجھے بھی موقع ملنا چاہیے۔"

ہمایوں نے مسکراتے ہوئے اپنا سیل نکال کر کال ملائی۔ اسپیکر اس نے بھی آن کر دیا۔

"ہاں ہمایوں! کیا حال ہے۔" دوسری طرف ہادی تھا اس کے لہجے کی فطری بشاشت مفقود تھی۔

"حال تو آپ سنایئے مجنوں کے جانشین۔ آج شیو بنائی یا آج بھی فرصت نہیں ملی۔" ہمایوں نے اسے ہنستے ہوئے چھیڑا۔

"شٹ اپ ہمایوں! میرے زخموں پر نمک پاشی کے لیے فون کیا ہے تو اللہ حافظ۔" وہ شدید بدلحاظ ہوا تھا۔

"اچھا ہادی، رک یار! سن تو سہی۔" ہمایوں نے بمشکل اسے کال بند کرنے سے روکا۔

"ہاں بول کیا بات ہے۔" وہ اسی لہجے میں بولا گویا کہنا چاہ رہا ہو "ہاں بک کیا بات ہے۔"

ہمایوں نے بڑی مشکل سے ہنسی ضبط کی "میں تجھ سے عینی کے بارے میں بات کرنا چاہ رہا تھا۔" ہمایوں نے اس بار لہجہ سنجیدہ ہی رکھا۔

"اب کیا بات باقی رہ گئی۔" ہادی کا ٹوٹا ہوا لہجہ۔ ردا اور ہمایوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر پھر ہنسی روکی تھی۔

"یار! کل رات میرے ذہن میں ایک نئی سوچ آئی۔ ہو سکتا ہے عینی کہیں اور انٹرسٹڈ ہو اور وہ اسی وجہ سے یہ تعلق توڑنا چاہ رہی ہو۔"

"پلیز ہمایوں! اپنے زریں خیالات اپنے تک ہی محدود رکھ اور رات کے وقت ایسی چیزیں مت کھایا کر جس سے بدہضمی کا احتمال ہو۔" ہادی تپ گیا تھا۔

"اچھا اچھا ناراض تو مت ہو، میں نے تو ویسے ہی ایک خیال شیئر کیا تھا دراصل آج دوپہر کو جب میں آفس سے لنچ کے لیے نکلا تو ایک سگنل پر گاڑی رکی۔ مجھے گمان ہوا کہ اس میں کسی بندے کے ساتھ عینی بیٹھی ہے، اتنے میں غور سے دیکھ کر کنفرم کرتا سگنل کھل گیا اور گاڑی زن سے گزر گئی، ہو سکتا ہے میرا وہم ہو۔ کوئی اور لڑکی ہو لیکن اگر وہ عینی تھی تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں نکل سکتا کہ وہ کسی اور میں دلچسپی لے رہی ہو۔" ہمایوں سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"دیکھ ہمایوں! میں تجھے جھٹلا نہیں رہا۔ ہو سکتا ہے گاڑی میں واقعی سنعیہ ہی ہو لیکن اگر میں اپنی آنکھوں سے بھی اسے کسی اور کے ساتھ دیکھ لیتا تو میرے ذہن میں وہ خیال نہ آتا۔ جہاں تک تیری رسائی ہوئی ہے۔ مانا ہمارے درمیان مس انڈر اسٹینڈنگز ہیں، لیکن کم از کم اس نوعیت کی مس انڈر اسٹینڈنگ نہیں۔ مجھے سنعیہ پر خود سے بڑھ کر اعتبار ہے۔"

ہادی نے رسانیت سے کہا تھا۔ ہمایوں نے ایک جتاتی نگاہ سنعیہ پر ڈالی جو گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے چپ چاپ بیٹھی تھی۔ ہاں آنسو اب بھی آنکھوں سے چھلکنے کو بے تاب تھے۔

"او کے ہادی! ایک اور کال آ رہی ہے، پھر بات کروں گا۔" ہمایوں نے فون بند کر کے سنعیہ کو دیکھا۔

"میں اب کیا کروں ہمایوں بھائی!" اس نے روہانسی ہو کر پوچھا۔

"انتظار۔" ہمایوں نے اس کا سر تھپکا تھا۔

☼ ☼ ☼

"پھر اب میں کیا کروں؟" ہادی ہونق بنا پوچھ رہا تھا۔

"ظاہر ہے معذرت کرو۔ اسے مناؤ۔ ہر طرح کی خفگی کا حق رکھتی ہے وہ۔ اسے سنے بغیر تم نے خود

ساختہ مفروضے قائم کرلیے۔ تم نے اس کے اعتبار اور اعتماد دونوں کا خون کیا ہے اور وہ جو انگوٹھی تمہارے منہ پر مار گئی تھی اس کے بجائے اسے کسی وزنی چیز کا انتخاب کرنا چاہیے تھا۔"

ہمایوں جب سے آیا تھا' اس پر مسلسل بگڑ رہا تھا۔ ہادی چپکا بیٹھا اس کی ڈانٹ سن رہا تھا۔

"مناؤں گا تو مان جائے گی؟" وہ بہت آس سے پوچھ رہا تھا۔

"یہ آپ کے منانے کے طریقے اور آپ کی قسمت پر منحصر ہے۔" ہمایوں نے کوئی امید افزا جواب نہ دیا۔ ہادی ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا۔

☼ ☼ ☼

وہ اس وقت دھڑکتے دل کے ساتھ آمنہ آنٹی کے ڈرائنگ روم میں موجود تھا۔ وہ حسب سابق بہت تپاک سے ملی تھیں۔

"مجھے سنعیہ سے بات کرنی ہے آنٹی!" کچھ دیر تک ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وہ مطلب کی بات پر آگیا۔ سچ تو یہ تھا کہ وہ آمنہ آنٹی کے سامنے بھی خود کو بہت شرمندہ محسوس کر رہا تھا۔ آمنہ آنٹی مسکرادیں۔

"عینی چائے بنا رہی ہے' آتی ہی ہوگی۔ میں تو ویسے بھی مارکیٹ جانے کے لیے نکل رہی تھی' کچھ گروسری خریدنی تھی۔"

کوئی اور موقعہ ہوتا تو وہ آمنہ آنٹی کو اپنی خدمات پیش کر دیتا لیکن فی الحال یہ آفر کرنا حماقت کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ آمنہ آنٹی یقیناً" خود ہی انہیں گلے شکوے دور کرنے کا موقع فراہم کر رہی تھیں' وہ دل سے ان کا ممنون ہوا۔ ان کے جانے کے کچھ دیر بعد سنعیہ چائے کی ٹرے لیے آن موجود ہوئی۔ دھیرے سے سلام کرکے اس نے ٹرے سینٹر ٹیبل پر رکھی۔

"پلیز بیٹھ جاؤ۔" ہادی کو خدشہ ستایا کہ وہ واپس نہ پلٹ جائے۔

وہ خاموشی سے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

چند لمحوں کے لیے کمرے میں خاموشی پھیل گئی تھی۔ دونوں ہی اپنی اپنی غلطی کے اعتراف کے لیے مناسب الفاظ سوچ رہے تھے۔

"سوری ہادی۔" آخر سنعیہ نے ہی خاموشی توڑی' وہ بوکھلا گیا۔

"پلیز سنعیہ مجھے شرمندہ مت کرو۔ سوری تو میں تم سے کرنے آیا ہوں۔"

"نہیں زیادہ غلطی میری ہے' میں نے اوور ری ایکٹ کیا۔ آپ کا غصہ ختم ہونے کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔ کم از کم ایک بار تو کھل کر بات کرنی چاہیے تھی۔ ایک دم سے اپنا استعفیٰ ٹائپ کیا اور آپ کو تھما آئی۔" اس نے اعتراف کیا۔

"ساتھ انگوٹھی بھی۔" ہادی نے اسے یاد دلایا۔

"انگوٹھی تو خیر میں نے آپ والی واپس کی تھی۔ اصل انگوٹھی مجھے رضا انکل نے پہنائی تھی' وہ میں نے اب بھی پہن رکھی ہے۔"

"اچھا اور جو میں نے پہنائی تھی وہ نقلی تھی۔" ہادی اس کی چالاکی پر گھور کر رہ گیا تھا۔

"یہ میں نے کب کہا۔" وہ مسکرائی تھی۔

"یعنی تم نے مجھے معاف کردیا۔" اس کی مسکراہٹ سے ہادی کو یک گونہ سکون محسوس ہوا۔

"پلیز ہادی! معافی کا لفظ استعمال کرکے مجھے شرمندہ مت کریں۔ جو غلطی فہمی تھی وہ دور ہوئی۔" وہ سنجیدہ ہوئی تھی۔

"تو اب میں ان ڈائیلاگز کا کیا کروں جو ہمایوں نے مجھے رٹا لگوا کر بھجوایا ہے۔" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا جب کہ اس کی بھوری آنکھوں میں شرارت مسکرا رہی تھی۔

"سنبھال کر رکھ لیں بعد میں کام آئیں گے۔" سنعیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز کیا تھا۔

"معذرت کے ڈائیلاگز کا میں نے بعد میں اچار ڈالنا ہے کیا۔ آئندہ میں تمہیں روٹھنے دوں گا تو منانے کی نوبت آئے گی نا۔"

"مجھے بھی پہلے یہ ہی گمان تھا لیکن اس روز آپ کی آنکھوں کی اجنبیت اور غیریت.... مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ آپ تھے ہادی۔" اس نے شکوہ کر ہی ڈالا۔

"دیکھو' تم ابھی خود کہہ چکی ہو کہ معافی کا الفاظ استعمال کرکے مجھے شرمندہ نہ کریں لیکن میں تمہیں شرمندہ نہ کروں تو اور کیا کروں۔ آئی ایم ایکسٹریملی ویری سوری سنعیہ! کہو تو کان بھی پکڑلوں۔" اس نے کہا تو سنعیہ واقعی شرمندہ ہوگئی تھی۔

"سچ کہوں تو سنعیہ! مجھے واقعی بہت افسوس ہے کہ تمہاری خواہش پوری نہ ہو سکی۔ میں جانتا ہوں کہ تم اپنے نظریات کی ترویج کے لیے الیکٹرانک میڈیا کی طاقت بھی استعمال کرنا چاہتی تھیں۔ تم کہو تو میں کسی معیاری چینل پر تمہارے لیے کوشش کروں؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں ہادی! فی الحال میں اپنے قلم پر ہی کنسنٹریٹ کرنا چاہ رہی ہوں۔ اس نے سہولت سے انکار کردیا۔

"جیسے تمہاری مرضی لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی ہمیں وسائل میسر آئیں گے تو ہم اپنا چینل بھی لانچ کریں گے۔ اس کی پالیسی بالکل تمہارے نظریات کے عین مطابق ہوگی بلکہ اس کی چیف ایگزیکٹو بھی تم ہوگی۔ اگلے سال' اس سے اگلے سال یا پھر اس سے بھی اگلے سال ہمارا یہ خواب ضرور پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔"

"اور پھر آپ کے سر پر سے انڈوں کی ٹوکری گر کر ٹوٹ جائے گی۔" سنعیہ کو ہنسی آگئی تھی۔

"حدِ ادب لڑکی۔" ہادی نے اسے گھورا پھر وہ خود بھی ہنس پڑا تھا۔

"مانا کہ یہ مشکل ہے لیکن ناممکن تو نہیں۔"

"یقیناً" نہیں۔" سنعیہ نے بھی مسکراتے ہوئے اس کی تائید کی۔

"تمہیں پتا ہے آج بابا بھی میرے ساتھ آرہے تھے۔ کہہ رہے تھے تم اتنی دیر میں سنعیہ کو منانا' میں آمنہ بھابھی کے پاس بیٹھ کر شادی کی تاریخ طے کرلوں گا۔" ہادی کے کہنے پر سنعیہ سر جھکا کر مسکرادی تھی۔

"پھر میں بابا کو بھیج دوں؟" اس کی مسکراہٹ سے ہادی کو حوصلہ ہوا۔

"انکل کو تنہائی بہت ستاتی ہے' آپ انہیں کمپنی دیا کریں نا۔" اس نے ہادی کا سوال سنی ان سنی کر دیا تھا۔

"وہ اپنی کمپنی کے لیے ہی تو پلاننگ کر رہے ہیں بلکہ کمپنی نہیں پلاٹون۔ بابا خود اکلوتے تھے۔ میں اکلوتا لیکن انہیں اپنے پوتے' پوتیاں درجن بھر چاہئیں اس معاملے میں وہ ہماری ایک نہیں سنیں گے۔" ہادی نے اسے پیشگی آگاہ کیا تھا۔

"باتوں باتوں میں آپ کی چائے ٹھنڈی ہوگئی ہے میں اور لاتی ہوں۔" سنعیہ گڑبڑا کر اٹھ گئی تھی۔ بہت تیزی سے چائے کی ٹرے اٹھا کر وہ رفوچکر تھی۔ ہادی پیچھے سے اسے پکارتا ہی رہ گیا پھر ہنستے ہوئے اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔

☼ ☼ ☼

اس بندے کے ایک جملے نے اسے عرش کی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا۔

"مجھے سنعیہ پر خود سے بڑھ کر اعتبار ہے ہمایوں!"

اور اس کے سارے گلے شکوے خود بخود دم توڑ گئے تھے۔ وہ خود سے شرمندہ تھی کہ کچھ دنوں کے لیے ہی سہی ماہین ہمدانی کی باتوں میں آکر وہ اس سے بدگمان ہوئی تھی۔ اس کے کردار پر شبہ بھی کیا تھا لیکن اس بات کا اعتراف وہ کبھی بھی اس کے سامنے نہ کر سکتی تھی۔ ہاں' اب اس نے ہمیشہ نہ صرف اس سے محبت کرنا تھی بلکہ اس کی محبت کی قدر بھی کرنا تھی۔